REGD NO E.P 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ | ۱۰ر شہادت ۱۳۳۷ھش ۲۰ر رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ ۱۰ر اپریل ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۳

اخبار احمدیہ

قادیان ۸ر اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی البتہ الفضل میں شائع شدہ ۴ر ۵ر اپریل کی رپورٹ مظہر ہے کہ بارش اور دوقفوں کے باعث حضور کی طبیعت علیل ہے ـــــ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۷ر مارچ مبلغ سیلون جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر تین روز قادیان میں زیارت مقامات مقدسہ کے بعد آج صبح کی گاڑی ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ ۳ر اپریل کو چار بجے کی گاڑی یہاں وارد ہوئے تھے ۴ر اپریل صبح کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ایک مختصر سا جلسہ ہوا۔ جسمیں مکرم مولوی صاحب موصوف نے سیلون میں اسلام و احمدیت کی تبلیغ کے ایمان افروز حالات و واقعات سنائے اور دس بجے مالابار سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کیطرف سے زیر صدارت مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ایسوسی ایشن ہال میں آپکی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا اس موقعہ پر آپ نے طلبہ کو قیمتی نصائح سے نوازا اور میدان تبلیغ کے متعدد تجربات بیان فرماتے ہوئے دلیفۂ تبلیغ کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور ممبران ایسوسی ایشن کو محنت اور استقلال سے کام لیتے ہوئے اپنے تئیں سلسلہ کیلئے مفید بنانے کی کوشش کرنے کیطرف توجہ دلائی ـــــ قادیان ۸ر اپریل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

سات سال تبلیغ اسلام کرنے کے بعد
مبلغ سیلون جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر کی کامیاب مراجعت
قادیان میں آپ کا پرتپاک خیر مقدم سیلون میں سات سالہ تبلیغی مساعی کا خلاصہ

قادیان ۳ر اپریل۔ جزیرہ سیلون میں سات سال مسلسل تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دینے کے بعد مبلغ سیلون جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل ان بعد سہ پہر چار بجے شام کی گاڑی مع اہل و عیال قادیان وارد ہوئے۔ جملہ درویشان کرام نے احمدیہ چوک میں آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ریلوے سٹیشن قادیان سے آپ کی سواری جونہی احمدیہ چوک میں پہنچی جملہ درویشان کرام نے جو اس جگہ ہمہ تن انتظار بنے کھڑے تھے اھلاً و سہلاً و مرحبا۔ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے آپ کا استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ جناب مولوی صاحب موصوف نے جملہ درویشان سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اور سب ہی اپنے مجاہد بھائی سے مل کر بہت مسرور ہوئے۔ بعدہٗ آپ اپنے بھائی مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش قادیان کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ ربوہ جاتے ہوئے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے عرصہ دس سال بعد یہاں تشریف لائے ہیں۔ جزیرہ سیلون میں مع اہل و عیال مقیم رہ کر سات سال کامیاب تبلیغ اسلام کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از پیش خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق دے۔ آمین۔

سات سالہ تبلیغی حالات کا خلاصہ

نمائندہ بدر کے دریافت کرنے پر آپ نے سیلون میں اپنی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ آج سے سات سال قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت سے تحریک جدید کے ماتحت سیلون میں مجھے نئے مشن کو پہلی دفعہ جاری کرنے کا موقعہ ملا۔ اب آپ کی جگہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل شاہد (جو سیلون کے اصل باشندہ اور مراکز احمدیت قادیان اور ربوہ میں مقیم رہ کر باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کر چکے ہیں) کو مشنری انچارج اور ان کے ساتھ جناب مولوی محمد تمیم صاحب فاضل الور مبلغ اور جناب عباس مبارک احمد صاحب بطور معاون کام کریں گے۔

آپ نے بتایا کہ سیلون کے دارالحکومت کولمبو میں ہمارے مشنوں کا مرکز ہے۔ جہاں اب مشن اور مسجد کے لئے ایک سہ منزلہ عمارت زر کثیر سے ابھی گذشتہ سال ہی میں خرید کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ نیگومبو شہر (جو عیسائیوں کا بہت بڑا مرکز اور چھوٹا روم کہلاتا ہے) میں بھی ہماری مسجد قائم ہے جس میں مردوں کے ساتھ جماعت کی مستورات بھی باقاعدہ اسلامی عبادتوں میں حصہ لیتی ہیں۔

کولمبو۔ نیگومبو اور مشرقی صوبہ کے مشنوں میں لائبریریاں بھی ہیں۔ جن میں اردو۔ عربی۔ انگریزی اور سنہلی زبانوں میں کتب برائے مطالعہ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کی تقریباً ایک سو اہم لائبریریوں میں جماعت احمدیہ کا تیار شدہ اسلامی لٹریچر کثرت سے رکھوایا گیا ہے۔ جس سے نہ صرف مسلمان ہی مستفید ہو رہے ہیں بلکہ ہندو۔ عیسائی اور بدھ مت بھی دلچسپی سے مطالعہ کرتے ہیں۔

سیلون مشن کی نگرانی میں تین اخبار باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں۔ جو انگریزی تامل اور جزیرہ سیلون کی زباتی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

بمبئی میں ایک اور انگریز احمدی کی آمد!

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج مبلغ بمبئی

ابھی ہمارے نومسلم بھائی مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی یاد ہم لوگوں کے دلوں میں چٹکیاں لے ہی رہی تھی کہ ۲۷ر مارچ کو ہمارے ایک اور معزز انگریز احمدی دارالتبلیغ بمبئی تشریف لائے۔

۲۷ر مارچ کو دن کے ۳ بجے ایک معصوم صورت۔ صحت مند اور خوش پوش نوجوان نے احمدی بلڈنگ کی گھنٹی بجائی۔ اور کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔ السلام علیکم۔ ایک یورپین کے منہ سے یہ لفظ سنکے کچھ تعجب سا آیا۔ سید عبداللہ شاہ صاحب اور سرفراز احمد خاں صاحب جو اس وقت موجود تھے وہ بھی متعجب ہوئے۔ سلام کے بعد اس نووارد یورپین نے پوچھا کہ امام مسجد کون ہیں؟ دوستوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ آگے بڑھے اور بڑی محبت سے بغلگیر ہوئے۔ پھر سید عبداللہ اور سرفراز احمد سے۔

اب ہم لوگ بیٹھے اور نووارد دوست نے ہم لوگوں سے یوں اپنا تعارف کرایا:-

"میرا اصل نام LEONARD ALLAN ہے۔ لیکن اب مجھے لطف احسان کہتے ہیں۔ میں نے ۱۹۵۰ء میں احمدیہ مسلم مشن لنڈن کے ذریعہ اسلام قبول کیا ہے۔"

یہ سنتے ہی ہر طرف سے اھلاً و سہلاً و مرحبا کی صدا گونجی اور سارے احباب پھر سے بغلگیر ہوئے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا مطالعہ کیا۔ اسلام میرے دل میں گھر کر گیا اور میں برضا و رغبت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

پھر اپنے خاندانی حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ:-

"میں NEW HAVEN انگلینڈ کا رہنے والا ہوں۔ میرے والد صاحب تعمیرات کے ٹھیکیدار ہیں" (یہ کہہ کر انہوں نے اپنے گھر اور خاندان کے بہت سے فوٹو دکھائے)

پھر انہوں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

"میں جب سے احمدی ہوا ہوں میرے والدین کچھ ناراض سے رہتے ہیں۔ مگر مجھے اب اسلام کے سوا کوئی مذہب اچھا ہی نہیں لگتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔"

آپ کہاں سے آرہے ہیں؟

"میں اس وقت خلیج فارس سے ایک تیل بردار جہاز لے کر آرہا ہوں۔ میں اس جہاز میں "ریڈیو آفیسر" ہوں میرا جہاز کل جانے والا ہے۔ آج کی رات میرے ساتھی مختلف ہوٹلوں میں قیام کریں گے اور ہر طرح کے عیش سے لطف اندوز ہوں گے مگر میں نے بہت دنوں سے نماز باجماعت نہیں پڑھی۔ اس لئے یہاں آگیا۔ یہیں اپنا وقت گذاروں گا اور نمازوں میں شریک ہوں گا۔"

انہوں نے یہ بھی کہا کہ میرے جہازی ساتھی زیادہ تر جرمن ہیں۔ اور خوب شراب پیتے ہیں۔ مگر میں شراب سے پرہیز کرتا ہوں بلکہ سگریٹ سے بھی۔ اسی لئے اس سوسائٹی میں مجھے نفرت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر ہم لوگوں نے تسلی دی۔

وہ اثنائے گفتگو میں بار بار اسلام اور اسلامی معاشرت سے اظہار محبت کرتے تھے انہوں نے کہا کہ اسی لئے میں نے ابھی تک شادی نہیں کی۔ میرے والدین عیسائی گھرانے میں میری شادی کرانا چاہتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

دلائل احمدیت کی صحت کا کھلا اقرار

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۵۸ء

جب سے یہ دنیا معرض وجود میں آئی ہے اور خدا تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء اور مرسلین کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ آج تک ایک بھی مامور ایسا نہیں گذرا جس کے دعوے کرتے ہی اہلِ دنیا نے اسی کو قبول کر لیا ہو۔ اور اس کے دعوے پر ذرا بھی تامل نہ کیا ہو۔ اس کے برعکس یہ کھلی حقیقت ہے کہ ہر زمانہ میں جب بھی کوئی برگزیدہ بندہ آسمانی پیغام لے کر کھڑا ہوا۔ دنیا نے اس کے دعوے کو ازراہِ تحقیر دیکھا اس کی مخالفت میں پورا زور صرف کر دیا۔ لیکن چونکہ اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ کام کرتا ہے۔ اندر ہی اندر خدا کے فرشتے لوگوں کے دلوں کو مامور وقت کی طرف مائل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور باوجود شدید مخالفت کے وہ بندہ الٰہی اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ اور زیادہ وقت نہیں گذرتا کہ لوگوں کے خیالات کی رو یکسر بدل جاتی ہے اور غیر شعوری طور پر ان کا انداز فکر مامور وقت کے سانچے میں ڈھلنے لگتا ہے۔ ذہنوں میں یہ نمایاں تبدیلی بجائے خود مامور وقت کی صداقت کا زندہ نشان ٹھہرتی ہے۔ یہی صورت اس زمانہ کے مامور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے اور آپ کے مخالفین کے خیالات میں انقلاب عظیم آنے سے ظاہر ہوئی ہے۔

آج سے پون صدی پہلے آپ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر عامۃ المسلمین کے اس خیال کی تغلیط کی کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ بجسدہ العنصری اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ میں اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے نزول فرمائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر واضح کیا کہ حضرت مسیح ناصری دیگر انسانوں کی طرح اپنی طبعی موت سے وفات پا چکے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو آخری زمانہ میں اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ابن مریم کے نزول کی خبریں دی گئی ہیں وہ آپ ہی کے ایک اُمتی کے ذریعہ پوری ہونی مقدر ہیں۔ اور اسی وعدہ کے موافق آنے والا مسیح میں ہی ہوں اب کسی پُرانے مسیح کی آمد کا انتظار فضول ہے۔ اب اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سامان اسی مبارک سلسلہ کے ذریعہ سے ہونگے۔ جس کی داغ بیل خدا تعالیٰ نے عین ضرورت کے وقت میرے ہاتھوں سے ڈالی ہے۔ اب یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا اور کوئی نہیں جو اس کی ترقی میں روک بنے یہ خدا کا فیصلہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا آپ کے اس دعویٰ پر نام نہاد علماء نے وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا جس کی کوئی نظیر نہیں ـــــ آپ پر کفر کا فتوے لگایا گیا۔ دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ اور مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ مگر آپ نے اس مخالفت کی چنداں پرواہ نہ کی۔ اور اس کے برعکس آپ نے حیات مسیح کے عقیدہ کے متعلق اہل اسلام کی بے تعلقی اور آئندہ کسی زمانہ میں اُن کے پُرانے مسیح کے نزول کی نسبت مایوسی کے بارہ میں آج سے ۵۳ سال قبل پیشگوئی فرمائی اور کہا:۔

"ہر ایک مخالف یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا اور مرے گا مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے۔ جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا جس قدر مولوی اور ملاں ہیں اور ہر ایک اہل عناد جو میرے مخالف کچھ لکھتا ہے وہ سب یاد رکھیں کہ اس امید سے وہ نامراد مریں گے۔ کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے دیکھیں وہ ہرگز ان کو اُترتے نہیں دیکھیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو کر غرغرہ کی حالت تک پہنچ جائیں گے۔ اور نہایت تلخی سے اس دنیا کو چھوڑیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں۔ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پوری نہیں ہوگی؟ ضرور پوری ہوگی پھر اگر ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی یاد رکھیں کہ اس طرح وہ بھی نامراد مریں گے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اُترے گا۔ اور اگر پھر اولاد کی اولاد ہوگی تو وہ بھی اسی نامرادی سے حصہ لینگے اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹ مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

اس پیشگوئی پر ابھی چند سال ہی گذرے ہیں کہ عامۃ المسلمین پر حیات مسیح کے عقیدے کا بودا پن ظاہر ہو چکا ہے۔ اور اب وہ برملا طور پر وفات مسیح کا اقرار کرنے لگے ہیں۔ اس کی تازہ مثال مدراس کے اخبار "دلچسپ" میں شائع شدہ مقالہ افتتاحیہ ہے۔ جسے ہم نے اسی پرچہ میں دوسری جگہ بجنسہ نقل کر دیا ہے۔

مذکورہ اخبار کی پوزیشن خاصی دلچسپ ہے کہ ایک طرف یہ اخبار ان دنوں احمدیت کی مخالفت میں غیر معمولی جوش و خروش دکھا رہا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی "وفات مسیح" کا برملا اقرار کر کے صداقت احمدیت کا نا قابلِ تردید زندہ ثبوت بہم پہنچا رہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو شخص بھی صحیح انداز فکر کو عمل میں لائے گا وہ یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچے گا چونکہ مدیر دلچسپ نے وفات مسیح کے مسئلہ کو صحیح طور پر جاننے کی کوشش کی ہے اسلئے وہ صحیح نتیجہ پر بھی پہنچ گئے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ احمدیت کے دیگر مسائل جو تا حال اُن کی نگاہ میں قابلِ اعتراض ہیں اگر اُن کے بارہ میں بھی غلط انداز فکر کی عینک اُن کی آنکھوں سے اتر جائے۔ تو وفات مسیح کے مسئلہ کی طرح وہ مسائل بھی حل ہو جائینگے۔

باقی رہا اُن کا من گھڑت معیار جس کی بناء پر وہ نزول مسیح کی احادیث کے زندگی بخش قیمتی ذخیرہ کو "جھوٹی" اور "معنوعی" قرار دے رہے ہیں درحقیقت یہ اس ابدی صداقت کے انکار کا لازمی نتیجہ ہے جو انسان کو حقیقی روحانیت سے محروم کر دیتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات اور اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے متعدد آسمانی نشانات ان احادیث کی صداقت پر زندہ گواہ ہیں۔ مگر اس واضح حقیقت تک پہنچنے کے لئے اپنے انداز فکر میں اصلاح کی ضرورت ہے جس کے لئے شاید موجودہ زمانہ کے علماء تیار نہیں۔ آخر مدیر دلچسپ بھی اپنے پیش رو مخالفین احمدیت کے خیالات کے علی الرغم وفات مسیح کا مسئلہ بھی تو قرآن کریم کی انہی آیات سے حل ہو گیا۔ جن کو ایک عرصہ پیشتر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اُن کے بزرگان کے سامنے پیش کیا مگر وہ اس حقیقت سے ناآشنا رہے تھے!!

پس ہمیں یقین ہے کہ جو شخص بھی متلاشیٔ حق بن کر سچے دل سے قرآن کریم کا مطالعہ کرے گا اُسے انہی احادیث میں ایک زندگی بخش نور ملے گا جو اُس کی ابدی فلاح و بہبودی کا باعث ہوگا۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے کلام مجید پر حقیقی تدبر کی جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ:۔

افلا یتدبرون القرآن
ام علیٰ قلوب اقفالھا!

رمضان کا آخری عشرہ

دعاؤں کا خاص موقعہ

رمضان شریف کا مبارک مہینہ آیا اور اب اس کے بھی چند روز باقی رہ گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ جب اس مبارک مہینہ کا آخری عشرہ آتا تو آپؐ کی توجہ اور انابت الی اللہ میں غیر معمولی انہماک پایا جاتا۔ آپ عبادت و ذکر الٰہی میں کمر کس لیتے رات کا اکثر حصہ دعاؤں میں گذارتے اور اس عبادت میں اپنے اہل کو بھی شریک فرماتے۔

پس مناسب ہے کہ جماعت کے دوست بھی ان مبارک ایام سے حتی الامکان زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں اور اس کی برکات سے اپنے دامن بھر لیں۔ اس عشرہ میں اعتکاف کی عبادت ایک بیش قیمت موقعہ ہے جس کو اس کی توفیق ملے وہ دقتی تبتل کے ساتھ دعاؤں کے اس خاص موقعہ سے ضرور فائدہ اُٹھائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی عشرہ میں اُس مبارک رات کی بھی نشان دہی کی ہے جو اپنے نام کی طرح قابل قدر ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اے مومنو اس مبارک رات کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

الغرض ان تمام وجوہات کی بناء پر یہ دن نہایت ہی مبارک ہیں۔ ان میں انفرادی اور جماعتی دعاؤں کا اہتمام کیا جانا ضروری ہے کوئی نہیں جانتا کہ اگلے رمضان تک زندہ رہے گا یا اس سے پہلے ہی داعی حق کی طرف سے اُسے بلاوا آ جائیگا۔ اس ہر موقعہ سے فائدہ اُٹھانا مومنانہ بصیرت کا تقاضا ہے

ان مبارک ایام میں جہاں احباب جماعت اپنے لئے دعائیں کریں وہاں سلسلہ اور جماعت کے لئے خاص دعائیں کریں۔ کہ اس وقت دنیا میں حقیقی روحانیت کے پھیلنے میں جس قدر روکیں ہیں خدا تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل سے دور کرے دنیا اپنے مالکِ حقیقی کو پہچان لے اور وہ عالمگیر تباہی جس کے کنارے اس وقت دنیا کھڑی ہے اس سے اس کے بندے بچ جائیں۔ اور دنیا امن کے دن دیکھے اور اگر اس کی تقدیر میں دنیا کے لئے یہ ہولناک دن دیکھنے ضروری ہیں تو وہ اس کے بد نتائج سے سلسلہ کو محفوظ رکھے اور اپنے فضل سے مومنوں کی حفاظت فرمائے آمین۔

اسی طرح احباب جماعت اُن مبلغین کرام کے لئے بھی دعا فرمائیں جو اپنے اعزہ و اقرباء کو چھوڑ کر اپنے وطنوں سے دور اندرون ملک اور ممالک غیر میں اعلاء کلمۃ اللہ میں لگے ہوئے ہیں۔

خطبہ جمعہ

رمضان اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ

اس مہینے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو خاص طور پر سنتا اور قبول کرتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ مارچ ۱۹۵۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون۔

(بقرہ ع ۲۳)

اس کے بعد فرمایا:-

یہ آیت قرآن کریم میں روزوں کے متعلق آئی ہے۔ اور

روزوں کے دن

کل سے شروع ہونے والے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا وہ روزہ رکھیں گے۔ اور رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔

یہ آیت جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے اس میں بھی روزوں کی برکات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ رمضان کے ایام میں خاص طور پر

دعائیں قبول ہوتی ہیں

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب آجاتا ہے۔ دوسرے ایام کے متعلق تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا ہے کہ صبح اور عصر کی نمازوں میں خدا تعالیٰ کے ملائکہ اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ بندوں کا ذکر اٹھا کے خدا تعالیٰ تک لے جاتے ہیں اور تہجد کے وقت کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ آسمان سے اتر آتا ہے۔ اور بندوں سے کہتا ہے کہ جو کچھ تم مانگنا چاہتے ہو مجھ سے مانگو لیکن قرآن کریم بتاتا ہے کہ خصوصیت کے ساتھ یہ چیز رمضان میں حاصل ہوتی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے

کہ ان ایام میں سحری کے وقت اٹھنے کی وجہ سے تہجد کا موقعہ زیادہ ملتا ہے۔ اور عام طور پر جو لوگ تہجد پڑھنے میں سست ہوتے وہ بھی ان ایام میں سحری کھانے کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور تہجد پڑھ لیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دنوں میں میں اپنے بندوں کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور ہر اخلاص کے ساتھ دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ وہ بھی میری باتوں کو سنے اور ان پر عمل کرے دوستی ایک طرف کی نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دوستی دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے فلیستجیبوا لی۔ میں ان کی دعائیں تو سنوں گا۔ مگر

اس کے لئے ضروری ہے

کہ وہ بھی میرے احکام پر لبیک کہیں۔ یعنی جو احکام میں ان کو دوں وہ ان کو قبول کریں ولیومنوا بی اور خالی لبیک نہ کہیں بلکہ یقین رکھیں کہ ہم جو دعا کر رہے ہیں۔ وہ ضرور قبول ہو گی ولیومنوا بی . . . . میں جس ایمان کا ذکر ہے اس سے مراد خالی ایمان نہیں کیونکہ اگر کسی دل میں ایمان نہیں ہوگا۔ تو وہ روزہ کیوں رکھے گا۔ اور دعائیں کیوں کرے گا۔ ولیومنوا بی کے معنے یہ ہیں کہ وہ توکل کرے اور میرے اوپر یقین رکھے کہ میں اس کی دعائیں ضرور سنوں گا۔ اور اسے ناکام و نامراد نہیں رکھوں گا۔ اس یقین کے ساتھ جو شخص دعا کرے وہی "الداع" کہلانے کا مستحق ہے۔ اور اس کی دعا سنی جاتی ہے۔ اور پھر جو توکل کرتا ہے۔ اور یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ میری ضرور سنے گا اس کو اللہ تعالیٰ

اعلیٰ درجہ کے کمالات روحانیہ

تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے لعلھم یرشدون "لعل" کے متعلق لغت والے لکھتے ہیں کہ جب لفظ خدا تعالیٰ کے لئے بولا جائے تو اس وقت اس کے معنے یقین کے ہوتے ہیں (مفردات راغب) پس لعلھم یرشدون کے یہ معنے ہیں کہ اگر ان کے دل میں یہ یقین ہو۔ کہ خدا تعالیٰ ان کی دعائیں ضرور سنے گا۔ تو خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو یقینی طور پر قبولیت عطا فرمائے گا

یہی وہ مقام ہے

جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عبادت کرتے وقت ہر انسان کو یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم سے کم وہ یہ سمجھے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے دیکھنے کے یہی معنے ہیں کہ وہ اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ ورنہ دیکھ تو وہ عرش سے بھی رہا ہے۔ درحقیقت اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کے اتنے قریب آجاتا ہے کہ انسان یہ یقین کرنے لگ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے بلکہ اس سے ترقی کر کے وہ اس مقام کو بھی حاصل کر لیتا ہے جس میں وہ خود بھی خدا تعالیٰ کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔

پس یہ دن نہایت رحمتوں اور برکتوں کے ہیں۔ چاہیئے کہ آپ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں۔

میں نے یہ تجربہ کیا ہے

کہ جن دنوں جماعت کے دوست میری صحت کے لئے خاص طور پر دعائیں کرتے ہیں۔ میری صحت اچھی ہو جاتی ہے جب سے ہم جابہ سے آئے ہیں پھر صحت گرتی جا رہی ہے۔ درمیان میں جلسہ کے قریب میری صحت اچھی ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تقاریر کریں۔ مگر اس کے بعد میری صحت گرتی چلی گئی۔ اس لئے جو باتیں میں آسانی سے کر لیتا تھا۔ وہ میں اب نہیں کر سکتا۔ اب کے میں علاج کے لئے کراچی گیا تو وہاں کے ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد جو نسخہ مجھے استعمال کے لئے بتایا۔ اس سے مجھے کسی قدر فائدہ ہوا۔ مگر اس کے بعد جو دوسرا نسخہ انہوں نے استعمال کے لئے بتایا تھا۔ وہ میں نے پہلی دفعہ ۵ ارمارچ کو استعمال کیا تھا اور آج ۲۱ تاریخ ہے مگر میری ٹانگ کی خرابی دور نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ سبق دیا ہے کہ یہ چیز ہمارے فضل اور جماعت کی دعاؤں سے وابستہ ہے ڈاکٹروں کے علاج سے یہ کام نہیں بنے گا۔ پس جہاں دوست روزے رکھیں وہاں وہ

اس بات کے لئے بھی دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ مجھے صرف سانس لینے والی زندگی نہ دے بلکہ ایسی زندگی دے جس میں میں اسلام کی کوئی خدمت کر سکوں سانس لینے والی زندگی تو مجھے اس بیماری میں بھی حاصل ہے۔ اگر میں بیماری کی وجہ سے لیٹا ہوا ہوتا ہوں اور کوئی میرے پاس آجاتا ہے تو میں اس سے باتیں کر لیتا ہوں۔ لیکن یہ نہیں کہ میں کوئی کام کر سکوں مثلاً کل مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول والوں نے اپنی مسجد کے افتتاح کے لئے بلایا لیکن بیماری کی وجہ سے میں وہاں نہیں جا سکا آج مجھے ہسپتال والوں کی طرف سے بلایا گیا ہے۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ میں وہاں جا سکوں گا یا نہیں۔ پس کام کرنے والی زندگی اور ہوتی ہے اور فانی سانس لینے والی اور ہوتی ہے۔

سلطان ٹیپو کے متعلق

تاریخوں میں لکھا ہے۔ کہ جب وہ آخری دفعہ انگریزوں سے لڑا۔ اور لڑتے لڑتے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گیا۔ اور اسے گولی لگی۔ تو وہ خندق میں اندر کی طرف گر گیا اس وقت اس کے چند جانباز سپاہی انگریزوں سے لڑتے لڑتے مارے گئے اور لاشوں پر گر گئے۔ دوسری طرف سے انگریزی فوج اندر داخل ہو گئی۔ اور اس نے حکم دیا کہ ٹیپو کی لاش تلاش کی جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ باہر تو جانباز سپاہی دشمن سے لڑتے رہے اور محل کے اندر عورتوں نے انگریزوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب انگریزی فوج محل کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا محل کے اندر دیکھو شاید وہ زخمی ہو کر اندر نہ پڑا ہو۔ لیکن جب انہوں نے محل کے اندر جھانکا تو سارا صحن عورتوں کی لاشوں سے بھرا ہوا تھا تب انہوں نے کہا۔ واقع میں یہ بہت بڑا شخص تھا کہ اس کے لئے ہزاروں عورتوں نے قربانی کر کے اپنی جانیں دے دیں۔ اس خیال سے کہ شاید ٹیپو زخمی ہو کر اندر آ گئے تو ہم اس کی مدد کر سکیں۔ شہر کی عورتیں محل کے اندر جمع ہو گئی تھیں۔ اور جب انگریز محل میں داخل ہوئے تو وہ ساری کی ساری ان سے لڑتی ہوئی ماری گئیں۔ پھر انگریزوں نے اپنے غصہ کو اس طرح نکالا کہ اپنے کتوں کا نام انہوں نے ٹیپو رکھنا شروع کر دیا۔ یہ نام کسی زمانہ میں اس قدر عام تھا کہ ہم جب بچے تھے تو سمجھتے تھے۔ کہ شاید "ٹیپو" کے معنے ہی کتے کے ہوتے ہیں۔

مجھے یاد ہے

ایک دفعہ ایک کتا ہمارے دروازہ پر آیا۔ میں وہاں کھڑا تھا۔ اندر کمرہ میں حضرت صاحب تھے۔ میں نے اس کتے کو اشارہ کیا۔ اور کہا ٹیپو۔ ٹیپو۔ ٹیپو۔ حضرت صاحب بڑے غصہ سے باہر نکلے اور فرمایا۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ انگریزوں نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے

کتوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کتے کو ٹیپو کہتے ہو۔ خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا میری عمر اس وقت ستائیس ۔ ۹ سال کی تھی وہ پہلا دن تھا۔ جب سے میرے دل کے اندر

سلطان ٹیپو کی محبت

قائم ہو گئی۔ اور میں نے سمجھا کہ سلطان ٹیپو کی قربانی رائیگاں نہیں گئی۔ خدا تعالیٰ نے اس کے نام کو اتنی برکت دی۔ کہ آخری زمانہ کا مامور بھی اس کی قدر کرتا تھا۔ اور اس کے لئے غیرت رکھتا تھا۔ میں نے یہ ذکر اس لئے کیا ہے کہ کام کی زندگی ہی قابل ذکر ہوتی ہے۔ جب ٹیپو سلطان گولی کھا کر فصیل سے نیچے گرا تو اس کے دو جان نثار سپاہی اس کے پاس دوڑے ہوئے آئے۔ اور انہوں نے کہا حضور انگریزی فوج محل کی طرف آ رہی ہے۔ اور آپ شدید طور پر زخمی ہو چکے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ آئیں تاکہ ہم کسی طرح آپ کو قلعہ سے نکال دیں اس پر ٹیپو سلطان نے بڑے جوش سے کہا کہ گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے شیر کی دو گھنٹہ کی زندگی اچھی ہوتی ہے۔ میں گیدڑ کی سی زندگی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں مجھے گیدڑ کی سو سال کی زندگی کی ضرورت نہیں مجھے۔

شیر کی سی دو گھنٹے کی زندگی

زیادہ پیاری ہے۔ اگر میں دو گھنٹے تک یہاں لڑ سکتا ہوں اور شیر کی مثال قائم کر سکتا ہوں۔ تو یہ دو گھنٹے کی زندگی مجھے زیادہ پیاری ہے اور سو سال کی زندگی مجھے پیاری نہیں۔ میرے دل میں بھی خواہش ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنی زندگی دے وہ کام والی زندگی دے۔ جس میں میں اسلام کی خدمت کروں اور اس کی ترقی اپنی آنکھوں سے دیکھوں خالی سوچنے والا دماغ کافی نہیں۔ فعال ہاتھ ہوں۔ فعال ٹانگیں ہوں جن سے انسان ہر موقع پر عملاً خدمت دین کر سکے۔

یہ اصل زندگی ہے

خالی دماغ کا چلتے رہنا اصل زندگی نہیں کیونکہ دماغ تو بعض اوقات ایسی بیماریوں میں بھی جن میں انسان بے ہوش ہوتا ہے۔ کام کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ فالج کے حملہ کے بعد میری بیوی نے بتایا کہ جب آپ پر فالج کا حملہ ہوا ہے تو آپ جلدی جلدی بعض ہومیو پیتھک دواؤں کے نام لیتے جاتے تھے جو فالج کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ اور کہتے تھے کہ مجھے فلاں دوائی پلاؤ۔ فلاں دوائی پلاؤ۔ اب دیکھو اس وقت اگرچہ میں بے ہوش تھا مگر بے ہوشی میں بھی میرا دماغ کام کر رہا تھا۔ اور میں ان دواؤں کے نام لے رہا تھا

جن کے متعلق ہومیو پیتھک والوں کا خیال ہے کہ ان سے فالج کو فائدہ ہوتا ہے۔ تو خالی دماغ کا کام کوئی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ایسی زندگی کی بھی ضرورت ہے۔ جس میں انسان کو فعال طاقت حاصل ہو۔ اس کے ہاتھ بھی کام کریں پاؤں بھی کام کریں۔ اور سارا جسم خدمت کا بوجھ اٹھا سکے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت

جب قریب آیا۔ تو آپ کا دماغ کام کر رہا تھا۔ لیکن جسم کمزور ہو چکا تھا۔ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو مسجد میں پیغام بھیجا کہ نماز پڑھا دیں۔ پہلے آپ بیماری میں بھی باہر آتے رہتے تھے۔ اس لئے جب صحابہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھتا دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تکلیف ہے ایک دن آپ آہستہ آہستہ اس کھڑکی تک آئے۔ جو مسجد میں کھلتی تھی تاکہ آپ اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کو دیکھ سکیں۔ جب آپ نے پردہ اٹھا کر مسجد میں جھانکا تو صحابہؓ نے خیال کیا۔ کہ شاید آپ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑکی کا پردہ گرا دیا اور چارپائی پر جا کر لیٹ گئے۔ اس کے بعد پھر اٹھنا نصیب نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہو گئی۔ تو دیکھو آپ کا دماغ وفات تک کام کر رہا تھا۔ مگر

آپؐ کی فعال زندگی

اس وقت تک ہی رہی جب آپؐ نے آخری حج کیا۔ حجۃ الوداع تک آپؐ کو فعال زندگی ملی۔ مگر اس کے بعد آپؐ کو فعال زندگی نصیب نہیں ہوئی۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ آپؐ کی وفات نمونیہ سے ہوئی ہے تو دیکھو آپؐ کا دماغ بیماری کی حالت میں بھی کام کر رہا تھا۔ اس لئے کمرہ سے باہر آ گئے اور کھڑکی کا پردہ اٹھا کر مسجد کے اندر جھانکا مگر جب آپؐ نے دیکھا کہ لوگ آپ کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں۔ تو آپؐ نے خیال فرمایا۔ کہ مجھے دیکھ کر ان کو اور صدمہ ہو گا۔ اسی لئے آپؐ اندر تشریف لے گئے۔ اور واپس جا کر چارپائی پر لیٹ گئے۔ لیکن پھر آپ کو چارپائی سے اٹھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ آپ بیماری میں بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہاں اشاروں سے کام لے سکتے تھے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا دماغ اس وقت تک کام کر رہا تھا۔ چنانچہ

حدیثوں میں آتا ہے

کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ ایک دن مسواک لئے ہوئے اندر داخل ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر اشارہ کیا جس سے حضرت عائشہؓ نے سمجھا کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مسواک لی پھر آپؐ نے اشارہ کیا کہ میرے دانت چبا نہیں سکتے تم اپنے دانتوں سے چبا کر دو۔ چنانچہ انہوں نے مسواک چبا کر آپ کی خدمت میں پیش کی۔ غرض وفات تک آپ کا دماغ کام کرتا رہا۔ مگر آپ کی فعال زندگی کا ثبوت جس میں آپ کے ہاتھ پاؤں بھی کام کرتے رہے حجۃ الوداع تک ملتا ہے۔ آپؐ خود سب لوگوں کو ساتھ لے کر گئے۔ اور انہیں حج کروایا۔ بلکہ ایک موقعہ پر ایسا ہوا کہ آپ کی سواری نے ٹھوکر کھائی۔ اور آپؐ گر گئے۔ اور مستورات بھی جو آپؐ کے ساتھ سوار تھیں گر گئیں۔ ایک انصاریؓ نے اونٹ پر سے چھلانگ لگا دی۔ اور وہ آپ کی طرف دوڑے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ خدا تعالیٰ آپؐ کو سلامت رکھے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔

عورتیں کمزور ہوتی ہیں

ان کی طرف جاؤ اور ان کو اٹھانے کی کوشش کرو۔ یہ فعال زندگی تھی۔ جس میں آپؐ سمجھتے تھے کہ گو میں گر گیا ہوں مگر اب بھی میں طاقت رکھتا ہوں ضرورت عورتوں کی مدد کی ہے۔ جو آپ کھڑی نہیں ہو سکتیں۔ پس اگر دوستوں کی دعائیں ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑے ہی دنوں میں افاقہ ہونا شروع ہو جائے گا اور وہ تکلیف جو اکتوبر میں شروع ہوئی تھی۔ وہ آپ ہی آپ ہٹ جائے گی۔ خدا تعالیٰ کے

ہاتھ میں سب کچھ ہے وہ مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے اور جو خدا مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے وہ زندوں کو طاقت کیوں نہیں دے سکتا۔

ضرورت صرف یہ ہے

کہ ہم اس سے مانگیں اور اس کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ حضرت مسیح ناصری فرماتے ہیں کہ

"مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائیگا۔"

(متی باب ۷ آیت ۷)

پس خدا تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے۔ ایک معمولی آدمی جس کے پاس تھوڑے سے پیسے ہوتے ہیں۔ جب کوئی فقیر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ بھی اس کے پیالہ میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتا ہے اور

اللہ تعالےٰ تو صاحب العرش ہے

اور دنیا جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر کوئی اس کا دروازہ اخلاص کے ساتھ کھٹکھٹائے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ اس کے پیالہ میں کچھ نہ ڈالیگا وہ ضرور ڈالیگا اور ضرور اس کو شاد و خرم واپس کرے گا تاکہ وہ اپنے رب کی طاقتوں پر پہلے سے بھی زیادہ ایمان لائے۔ اور دوسرے انسان جن کو خدا تعالےٰ کی طاقتوں پر یقین نہیں ان کو خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ کر سکے پس خدا تعالےٰ پر توکل رکھو۔

اور ان ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو۔

(الفضل مورخہ ۱۶/۳/۵۸)

عید فنڈ کی کم از کم شرح

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے چندہ عید فنڈ کی شرح ہر کمانے والے کے لئے ایک روپیہ فی کس مقرر ہے۔ قیمت خرید کے اعتبار سے اُس وقت کے ایک روپیہ کی قیمت موجودہ قیمت سے چار گنا زیادہ تھی۔ اس زمانہ میں احباب کی آمدنیاں بھی کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ اس کے مطابق اس چندہ کی شرح بھی زیادہ ہونی چاہیئے۔ لیکن جماعت کے اکثر دوست کم از کم شرح ایک روپیہ فی کس کے حساب سے بھی ادائیگی نہیں کر رہے۔ جس کے نتیجہ میں اس مد میں آمد برائے نام ہو رہی ہے۔

لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ سے احباب جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ عید کی خوشی میں وہ سلسلہ کی ضروریات کو بھی سامنے رکھیں۔ اور حسب توفیق زیادہ سے زیادہ رقم عید فنڈ میں دے کر ثواب کے اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور عید کے اخراجات میں کفایت کر کے کم از کم اس کا نصف حصہ عید فنڈ میں ادا کر کے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ماہ رمضان المبارک اصلاح نفس کا خاص مہینہ ہے

دوست رمضان کے عہد کو یاد رکھیں!

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

بعض گزشتہ سالوں میں یہ خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں یہ تحریک کرتا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے ماتحت دوستوں کو چاہیئے کہ رمضان کے مہینہ میں اپنی کسی کمزوری کے متعلق دل میں خدا سے عہد کیا کریں۔ کہ وہ آئندہ اس کمزوری سے ہمیشہ مجتنب رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اول تو انسان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ ہی اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک خدا سے قریب تر ہوتا جائے۔ اس کے علاوہ رمضان کا مہینہ اپنے خاص روحانی ماحول اور بالخصوص روزہ اور نوافل اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی اور صدقہ و خیرات کی وجہ سے اس قسم کے محاسبہ اور ترک منہیات کے ساتھ مخصوص مناسبت رکھتا ہے اور اس مشہور مثال کے مطابق کہ لوہا اسی وقت اچھی طرح کوٹا جاسکتا ہے جبکہ وہ گرم اور نرم ہو رمضان کے مہینہ کو اصلاح نفس کے ساتھ خاص جوڑ ہے۔ پس ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے کہ وہ موجودہ رمضان میں بھی اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی کسی خاص کمزوری کو سامنے رکھ کر دل میں خدا سے عہد کریں کہ وہ انشاء اللہ ہمیشہ اس کمزوری سے الگ رہیں گے۔ اور کبھی اس کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ اس عہد کو کسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ظاہر کرنا عام حالات میں خدا کی ستاری کے خلاف ہے۔ اس لئے صرف دل میں عہد کرنا کافی ہے۔ مگر یہ عہد ایسا ہو کہ "جان جائے مگر بات نہ جائے" کا مصداق بن جائے۔ کیونکہ کان عھد اللّٰہ مسئولا۔ یعنی خدا کے ساتھ کئے ہوئے ہر عہد کے متعلق قیامت کے دن پرسش ہوگی۔

اس عہد کے لئے ہر انسان اپنے نفس کے محاسبہ کے ذریعہ اپنے واسطے خود کسی مناسب کمزوری کا انتخاب کر سکتا ہے۔ مگر بہتر ہوگا کہ ایسی کمزوری کو چنا جائے جو دوسروں کے لئے ٹھوکر یا خراب نمونہ کا موجب بن رہی ہو۔ اور جماعت کی بدنامی کا باعث ہو۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر خواہ کوئی کمزوری ہو جسے انسان اپنے حالات کے ماتحت جلد تر ترک کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے متعلق عہد کیا جاسکتا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک کمزوری کا ترک کرنا اسی طرح دوسری کمزوریوں کو ترک کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے جس طرح ایک نیکی کا اختیار کرنا دوسری نیکیوں کا رستہ کھولتا ہے۔ ذیل میں مثال کے طور پر چند معروف کمزوریوں کا ذکر کیا جاتا ہے تا دوستوں کو انتخاب میں سہولت پیدا ہو۔

(۱) سب سے اول نمبر پر نماز میں سستی ہے اور نماز میں سستی کے اندر باجماعت نماز میں کوتاہی۔ نماز کو صرف ٹھونگیں مار کر پڑھنا اور سنوار کر ادا نہ کرنا اور اس کی ظاہری اور باطنی شرائط سے غفلت برتنا سب شامل ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اعمال صالحہ میں سے سب سے پہلے نماز کے متعلق پرسش ہوگی۔ اور یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے جس میں نماز پڑھنے والا گویا خدا سے باتیں کرتا ہے۔ پس نماز نہ پڑھنا یا نماز میں سستی کرنا بہت بڑا گناہ ہے

(۲) جماعتی چندوں میں سستی بھی بڑی کمزوری میں سے ہے۔ جس میں شرح کے مطابق چندہ نہ دینا یا کسی مد میں تو چندہ دینا اور کسی میں غفلت اختیار کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اس زمانہ میں جو تبلیغ اور اشاعت اسلام کا مخصوص زمانہ ہے چندہ اول درجہ کی نیکیوں میں شامل ہے اور میرا تجربہ ہے کہ اس کی وجہ سے مال ہرگز گھٹتا نہیں بلکہ مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے چندے اور تحریک جدید کے چندے اور وصیت کا چندہ اور جلسہ سالانہ کا چندہ اور نئی تحریک وقف جدید کا چندہ وغیرہ سب نہایت اہم اور نہایت مبارک چندے ہیں۔ اور لاریب یہ تمام چندے ومما رزقنٰھم ینفقون میں شامل ہیں جس کے متعلق قرآن مجید نے اپنے شروع میں ہی بہت تاکید فرمائی ہے۔

(۳) لین دین اور تجارت میں بددیانتی کی بدی بھی اس زمانہ میں بہت بھیانک صورت اختیار کر گئی ہے جس کا نہ صرف انسان کے اخلاق پر بلکہ مجموعی نیک نامی پر بھی بھاری اثر پڑتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ مَن غشّ فلیس منّی یعنی جو شخص دوسروں کے ساتھ دھوکا کرتا اور خیانت کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہر سچے مسلمان کو ڈرانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔ قرآن مجید نے بھی ایسے لوگوں کے لئے جو دھوکا کرتے اور دوسروں کا حق مارتے ہیں وَیل یعنی ہلاکت کی تہدید فرمائی ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے کی عادت اور سود خوری بھی اسی ذیل میں آتی ہے۔ سود کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ سود لینے والا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور جھوٹ تو گناہ کے انڈے پیدا کرنے کی سب سے بڑی مشین ہے۔

(۴) رشوت بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ہر احمدی کا دامن اس لعنت سے اس طرح پاک ہونا چاہیئے جس طرح دھوبی کے گھر سے دھل کر آیا ہوا کپڑا میل کچیل سے پاک ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الراشی والمرتشی کلاھما فی النار۔ یعنی رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں ہیں۔ کیونکہ اس سے قوم کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں اور ملک ذلیل ہو جاتا ہے۔ میں یہ باتیں صرف مثال کے طور پر لکھ رہا ہوں ورنہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت کی بھاری اکثریت ان کمزوریوں سے پاک ہے۔

(۵) شراب نوشی بھی جسے اُمّ الخبائث (یعنی تمام بدیوں کی ماں) کہا گیا ہے۔ اس زمانہ کے مسلمانوں میں عام ہو رہی ہے اور گو میں یقین رکھتا ہوں کہ احباب جماعت خدا کے فضل سے اس ناپاک عادت سے محفوظ ہیں۔ لیکن آجکل یہ بدی نو تعلیم یافتہ طبقہ میں اور خصوصاً مغرب زدہ لوگوں میں ایسی عام ہو رہی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ بعض خام طبع نوجوان اور خصوصاً فوجی نوجوان اس کمزوری میں مبتلا ہو جائیں کہ وہ خود تو شراب سے کنارہ کش رہیں لیکن اپنی دعوتوں میں دوسروں کو شراب پلائیں یا مہیا کریں حالانکہ یہ فعل بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے سراسر خلاف ہے اسی طرح جوا بھی شراب کی طرح بہت مخرب اخلاق بدی ہے یہی وجہ ہے قرآن مجید نے اسے شراب کے ذکر کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ آجکل تاش کے کھیل میں جوا بازی یا گھوڑ دوڑ میں جوئے کی شرطیں لگانا عام ہو رہا ہے۔

(۶) بے پردگی کا مرض بھی آجکل کے مسلمانوں میں عام ہے اور خصوصاً پاکستان بننے کے بعد یہ کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ اور مغربیت کی اتباع میں اپنی بیویوں کو بے پردہ کر کے مردوں کی مجلس میں لانے اور بے حجابانہ گھمانے پھرانے اور قرآنی ارشاد ولا یُبدین زینتھن کو پس پشت ڈالنے کا مرض وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ عورتیں گھروں میں تید رہیں یا یہ کہ وہ تعلیم نہ پائیں یا یہ کہ وہ قومی زندگی میں حصہ نہ لیں بلکہ وہ اس معاملہ میں صرف بعض دانشمندانہ حد بندیاں لگاتا ہے۔ جو مردوں اور عورتوں دونوں کے اخلاق کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں۔ پس ہمارے احمدی نوجوانوں کو عیسائیوں کی اندھی تقلید اور دوسرے مسلمانوں کی نقالی سے بچتے ہوئے اس معاملہ میں بہت محتاط رہنا چاہیئے۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان عورتیں مسنون پردہ بھی کرتی تھیں اور قومی زندگی میں حصہ بھی لیتی تھیں اور بعض عورتوں نے بڑی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ میں احمدیت کی غیور بیٹیوں سے بھی امید رکھتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاوندوں اور باپوں پر اچھا اثر ڈالیں گی۔

(۷) اسلام بیشک انسان کی ذاتی اور خاندانی اور قومی ضرورتوں کے ماتحت تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ہی سخت تاکید فرماتا ہے کہ جو شخص دوسری شادی کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ پورے پورے عدل و انصاف سے کام لے اور سب بیویوں کے درمیان اپنے وقت اور اپنے مال اور اپنی ظاہری توجہ کو اس طرح بانٹے کہ انصاف کا ترازو بالکل برابر رہے۔ مگر آج کل بعض لوگ دوسری شادی کے بعد پہلی بیوی کو کالمعلقہ یعنی لٹکا ہوا چھوڑ دیتے ہیں جو نہ تو صحیح معنی میں خاوند کی بیوی سمجھی جاسکتی ہے اور نہ وہ اپنے لئے کوئی اور رستہ اختیار کرنے کے لئے آزاد ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایسے لوگ حشر کے میدان میں اس طرح اٹھیں گے

کہ ان کا نفس دھرط مفلوج ہوگا۔

(۸) ماں باپ کی خدمت میں غفلت برتنا بھی اس زمانہ کی ایک عام کمزوری ہے۔ خصوصاً شادی کے بعد کئی نوجوان اپنے والدین کی خدمت بلکہ ان کے واجبی ادب تک میں کمزوری دکھانے لگتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے شرک کے بعد عقوق الوالدین کو دوسرے نمبر کا گناہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید نے کیا عجیب دعا سکھائی ہے کہ

ربّ ارحمھما کما ربیانی صغیرا

یعنی اے خدا تو میرے ماں باپ پر اسی طرح رحم فرما جس طرح کہ انہوں نے میرے بچپن میں مجھ پر رحم اور شفقت کے ساتھ پالا۔ اس دعا میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ جس طرح تمہارے ماں باپ نے تمہیں تمہاری کمزوری کے زمانہ میں اپنے پَروں کے نیچے رکھ کر پالا تھا اسی طرح ان کے بڑھاپے میں تم انہیں اپنے پَروں کے نیچے رکھو۔

(۹) مردوں کے لئے یہ خاص حکم ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **خیرکم خیرکم لاھلہ** یعنی تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے۔ اور عورتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی پوری طرح وفادار اور خدمت گذار ہیں۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی خاوند کو سجدہ کرے۔ یہ معمولی باتیں نہیں بلکہ سماجی بہبود اور خانگی امن کے لئے گویا ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

(۱۰) ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کا بھی اسلام میں خاص حکم ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ مجھے گمان گذرا کہ شاید ہمسایہ کو انسان کا وارث ہی بنا دیا جائے گا۔ دراصل انسان کے اخلاق کا حقیقی ثبوت اس سلوک سے ملتا ہے جو وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ کرتا ہے اور لازماً ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی ایک بہت بڑی بدی ہے۔

(۱۱) جماعتی انتظام کے ماتحت اپنے مقامی امیروں کے ساتھ عدم تعاون اور تفرقہ پیدا کرنے کی عادت بھی بڑی ناپاک بدیوں میں سے ہے جو نہ صرف جماعتی تنظیم کو بدنام کرنے والی اور جماعتی رعب کو مٹانے والی اور جماعت کو اتحاد کی برکتوں سے محروم کرنے والی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق اتنی تاکید فرمائی ہے کہ بار بار فرماتے تھے کہ اگر تمہارے خیال میں تمہارا کوئی امیر اپنا حق تو تم سے چھینتا ہے مگر تمہارا حق تمہیں دینے کو تیار نہیں۔ تو پھر بھی تم اس کی اطاعت کرو اور اپنے حق کے لئے خدا کی طرف دیکھو۔ نیز فرماتے تھے **مَن شذّ شُذّ فی النار** یعنی جو شخص جماعت میں تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔

(۱۲) اس زمانہ میں تمباکو نوشی بھی ایک عالمگیر کمزوری بن گئی ہے اور غالباً ہماری جماعت میں بھی کافی پائی جاتی ہے۔ اس مرض میں منہ کی بدبو اور روپے کے نقصان اور وقت کے ضیاع اور سرطان یعنی کینسر وغیرہ کے امراض کو دعوت دینے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ بعض کرسی نشین فلسفی اس سے طبیعت کا وقتی سکون حاصل کرنے کے مدعی بنتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس چیز سے طبعی نفرت ہے اور فرماتے تھے کہ اگر تمباکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ آپ اسے منع فرماتے پس دوستوں کو اس کے ترک کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ لیکن اگر کسی شخص کے لئے لمبی عادت کی وجہ سے فوری ترک ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنی احتیاط تو رکھی جائے کہ دوسروں کے سامنے تمباکو نوشی سے پرہیز کیا جائے۔ تاکہ ان کی یہ کمزوری اپنے تک محدود رہے۔ اور ان کی اولاد یا دوسرے عزیزوں اور دوستوں میں سرایت نہ کرنے پائے۔

(۱۳) بالآخر اس زمانہ میں سینما دیکھنے کی عادت بھی ایک وبا کی صورت اختیار کر کے لاکھوں انسانوں کی زندگی کو تباہ کر رہی ہے اور گندی اور فحش فلموں اور خلاف اخلاق مناظر کو دیکھنے کے نتیجہ میں ان کے دل و دماغ میں گویا گھن لگ گیا ہے۔ اور سینما کی ناپاک کشش نے خام طبیعت کے نوجوانوں کو مختلف انواع کے جرائم کی طرف بھی مائل کر رکھا ہے۔ ہماری جماعت میں سینما جانا منع ہے۔ مگر سنا جاتا ہے کہ بعض بے اصول احمدی بھی کبھی کبھی اس کمزوری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ کوئی خالصتاً علمی یا طبی یا تاریخی یا جغرافیائی یا جنگی فلم ہوتی جو الف سے لے کر ی تک گندے مناظر سے پاک ہوتی تو لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ مگر موجودہ صورت میں جو فلمیں بظاہر اچھی بھی سمجھی جاتی ہیں ان میں بھی دودھ کے گلاس میں چند قطرے پیشاب کے بھی ملے ہوتے ہیں۔ پس بہرحال ان سے اجتناب لازم ہے۔ یہ چند کمزوریاں میں نے صرف مثال کے طور پر شمار کی ہیں ورنہ کمزوریاں تو بے شمار ہیں مثلاً بدنظری۔ غیبت۔ گالی گلوچ کی عادت۔ فحش گوئی۔ فحش اور گندے رسالے پڑھنا۔ بیکاری میں وقت گذارنا وغیرہ وغیرہ۔ ہر شخص اپنے حالات کا جائزہ لے کر اپنے متعلق خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ اگر وہ ساری بدیاں نہیں چھوڑ سکتا تو کم از کم اسے پہلے کسی بدی کو ترک کرنا چاہیئے۔ پس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک منشاء کے مطابق احباب جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس رمضان میں اپنی کسی نہ کسی کمزوری کو سامنے رکھ کر اسے ترک کرنے کا عہد کریں اور پھر خدا سے نصرت چاہتے ہوئے اس بدی سے اس طرح الگ رہیں جس طرح کہ صاحب عزم مومنوں کا شیوہ ہوتا ہے تاکہ ان کا رمضان ٹھوس اور معین نتیجہ پیدا کرنے والا ثابت ہو۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ اس عہد کو کسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارا خدا ستار ہے اور ستاری کو پسند کرتا ہے۔ مگر تفصیل ظاہر کرنے کے بغیر بزرگوں اور دوستوں سے دعا کی تحریک کرنے میں حرج نہیں۔ کیونکہ مومن ایک دوسرے کے لئے سہارا ہوتے ہیں۔ **وما النصر الا من عند اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔**

یہ خاکسار بھی اپنی کمزوریوں اور فروگذاشتوں کے لئے احباب کرام کی مخلصانہ دعاؤں کا طالب ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔**

والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ

۲۶ر مارچ ۱۹۵۸ء

—۲۰۷/۱۷—

مبلغ سیلون کی کامیاب مراجعت

(بقیہ صفحہ ۱)

واحد سرکاری زبان سنہلی (Sinhalese) میں کامیابی سے جاری ہیں سنہلی زبان میں یہ واحد اسلامی اخبار ہے جو دن بدن مقبول عام ہو رہا ہے۔ اور بہت سے غیر مسلم اس کے باقاعدہ خریدار بھی ہیں۔ ہر سہ اخبار خاص تعداد میں شائع ہو کے نہ صرف ملک سیلون کے گوشے گوشے میں پہنچتے ہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ان کے ذریعہ خدمت اسلام سرانجام دی جا رہی ہے۔

لٹریچر کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ سیلون میں تعلیم عام ہونے کی وجہ سے لٹریچر کے ذریعہ پیغام حق پہنچانے میں بہت آسانی ہے۔ اس لئے اس طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔ اور اب خدا کے فضل سے ملک میں بولی جانے والی تینوں زبانوں میں ہمارے ہاں خاطر خواہ تعداد میں لٹریچر موجود ہے۔ جس کی طبع و اشاعت کے سامان خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کر رہا ہے۔ اس کے لئے اسلامک لٹریچر سنٹر کے نام سے ایک الگ شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے سترہ قسم کی کتب اور مختلف قسم کے پمفلٹوں کی اشاعت کا تفصیل ذکر کیا۔ جو صرف تامل زبان میں ہی میں شائع کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ۷۰ قسم کی انگریزی کتب کا ذخیرہ جس میں سے کچھ تو سیلون میں تیار شدہ ہے کچھ دنیا کے دیگر احمدی مشنوں کی طرف سے شائع شدہ منگوایا ہوا موجود ہے۔

آپ نے بتایا کہ سنہلی زبان میں اسلامی لٹریچر کی تیاری ایک معجزانہ رنگ رکھتی ہے۔ جبکہ ۱۹۵۴ء میں حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ کو ایک رویا میں بتایا گیا کہ سنہلی سنیلی زبان میں جماعت احمدیہ کا اسلامی لٹریچر بہت مقبول ہوگا۔ چنانچہ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے پردۂ غیب سے ایسے سامان کر دیئے کہ احمدیہ مسلم مشن سیلون کے زیر اہتمام سب سے پہلے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور آپ کی پاک تعلیم پر مشتمل ایک کتاب کا سنہلی ترجمہ شائع کیا گیا۔ اس کے بعد اسلامی اصول کی فلاسفی۔ چہل حدیث۔ سورۃ یٰسین سورۃ فاتحہ۔ اسلامک ایڈرز طلبہ کے لئے سنہلی زبان میں شائع کی گئیں نیز سنہلی زبان میں شائع ہونے والا اخبار اس کے علاوہ ہے۔

اسلامی اصول کی فلاسفی کی اشاعت کے موقعہ پر ایک وزیر اور پارلیمنٹ ممبران مشن ہاؤس میں آئے۔ اور اس کتاب کے دیباچہ میں سیلون کے وزیر اعظم۔ وزیر ڈاک خانہ جات اور ایک بڑے بدھسٹ بھکشو کے پیغامات بھی درج ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کتاب کو غیر معمولی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور قابل ذکر افراد کے مشن ہوس میں تشریف لانے پر ریڈیو کے ذریعہ ہماری مساعی کی خبریں نشر ہوتی رہیں۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جزیرہ سیلون میں مؤثر رنگ میں پیغام حق پہنچانے کا موقعہ دیا۔ اور خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ جو اس نے اپنے بندے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور یہ حضرت مصلح موعود کی نسبت فرمایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ سیلون کے جزیرہ کے کونہ کونہ میں احمدیت کا پیغام پہنچ کر پورا ہوا۔ کیونکہ سیلون خود دنیا کا ایک کنارہ ہے آپ نے کہا وہ وقت دور نہیں جبکہ

جماعت احمدیہ مدراس کے جلسہ سالانہ میں

مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ اور مکرم سید سلیم حسن الجابی کی ایمان افروز تقاریر

اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور احمدیت ہی "حقیقی اسلام" ہے!!

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ مدراس)

تبلیغی وفد کی مدراس میں آمد

پروگرام کے مطابق مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ اور محترم سید سلیم حسن الجابی مالابار کے دورہ سے فارغ ہو کر ۹ مارچ کی صبح آٹھ بجے بذریعہ منگلور میل وارد مدراس وارد ہوئے۔ مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرالہ اسٹیٹ بھی ہمراہ تھے سنٹرل اسٹیشن پر احباب جماعت نے مبلغین کرام کا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ ازاں بعد مبلغین کرام "اسلامک سنٹر" میں تشریف لے آئے۔

گورنر مدراس سے ملاقات

۱۲ بجے دوپہر گورنر مدراس سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ ارکانِ وفد ½۱۰ بجے ہی اسلامک سنٹر سے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں سینٹ تھوما چرچ میلاپور گئے۔ اور حضرت مسیح کے حواری سینٹ تھاما کی قبر دیکھی اور گرجا میں متعین عیسائی صاحبان سے بعض تاریخی امور پر گفتگو رہی۔ اس کے بعد ارکانِ وفد راج بھون (گنڈی) لائج گئے۔ اور گورنر صاحب سے ملاقات کی۔ جس کی تفصیل علیحدہ درج ہے۔

تھیوسوفیکل سوسائٹی اڈیار

مکرم جناب غلام احمد صاحب آف مدراس جو تبلیغ اسلام کا شوق رکھتے ہیں۔ اور تھیوسوفیکل سوسائٹی کے ممبر بھی ہیں انہوں نے محترم آرچرڈ صاحب اور جابی صاحب کو تھیوسوفیکل سوسائٹی دکھانے کا انتظام کیا تھا۔ چنانچہ ارکانِ وفد گورنر صاحب کی ملاقات سے فارغ ہو کر اس سوسائٹی میں گئے غلام احمد صاحب نے سوسائٹی کے کارکنان سے معزز مہمانوں کو متعارف کروایا۔

جماعت احمدیہ مدراس کا جلسہ سالانہ

امسال یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ جلسہ سالانہ "اسلامک سنٹر" میں ہی کیا جائے۔ چنانچہ اس جلسہ کا اعلان پوسٹروں اور ہینڈ بلز کے ذریعہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں متعدد شرفاء و عمائدین مدراس کو بذریعہ پوسٹ دعوتی رقعہ جات بھی بھجوائے گئے۔ بعد نماز عصر ½۵ بجے جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل ہی کافی تعداد میں دوست آ چکے تھے۔ دوران جلسہ میں تو ہماری توقعات سے زیادہ دوست پہنچ گئے۔ جن کے بٹھانے کا فوراً انتظام کیا گیا۔ مستورات بھی کافی تعداد میں شریک جلسہ ہوئیں۔

اس جلسہ کی صدارت جناب مولوی عبداللہ صاحب فاضل مالاباری نے فرمائی جلسہ کی کارروائی آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم سید سلیم حسن الجابی صاحب نے کی۔ بعد ازاں سید محمد عبداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم میں سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔

تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر میں اس جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ جماعت احمدیہ کے عقائد کو پیش کیا کہ احمدیت حقیقی اسلام کا ہی نام ہے۔ ہمارا مذہب اسلام ہے۔ ہماری شریعت شریعت اسلامیہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ ہاں فرق صرف یہ ہے کہ قرآن مجید و احادیث کی روشنی میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔ اور اس زمانہ کے مہدی و مسیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ماننے والے ہیں۔ جن کی صداقت پر زمین و آسمان کے نشانات گواہ ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔ کہ آپ کا سلسلہ ترقی کرے گا۔ اور آپ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پھیلے گی۔ اور ملک شام کے ابدال و نیک لوگ آپ پر سلام بھیجیں گے اور انگریز لوگ بھی آپ کی جماعت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ اس امر کے دو زندہ گواہ آج کے اجلاس میں موجود ہیں۔ اور اسی ضمن میں مسٹر بشیر احمد آرچرڈ اور سید سلیم حسن الجابی کا تعارف حاضرین سے کرایا۔

مغرب سے طلوع آفتاب

خاکسار کے بعد مکرم مولوی غلام قادر صاحب نے "تطلع الشمس من مغربها" (بخاری) کی حدیث کا مطلب بیان کیا اور بتایا کہ اس حدیث میں اس طرف اشارہ تھا۔ کہ اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور قیامت کے قریب پھر مغربی لوگ بھی اسلام میں داخل ہوں گے۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ کے خلاف ظاہری سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ . . آج جماعت احمدیہ کے ذریعہ مغربی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور حدیث نبوی کی تصدیق ہو رہی ہے۔

احیاء اسلام کا بیان

بعد ازاں مکرم سید سلیم حسن الجابی نے پہلے چند منٹ عربی میں اور بعد میں اردو میں تقریر فرمائی۔ اور آپ نے بتایا کہ اس وقت مسلمانوں میں مختلف سیاسی اور مذہبی جماعتیں ہیں۔ جو اسلام کو زندہ کرنے کا دعوےٰ کرتی ہیں۔ مگر بعض جماعتیں تو خود ہی مٹ گئیں یعنی اخوان المسلمین مصر میں اور دوسری بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئیں۔ بلکہ مسلمانوں میں باہمی افتراق بڑھ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کو زندہ کرنا انسانوں کے ہاتھوں کی بات نہیں۔ بلکہ وہ خدا جس نے اسلام کو بھیجا ہے اور جس نے اُس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ وہ خود ہی اس کی زندگی و حفاظت کا انتظام فرمائے گا۔ چنانچہ اُس نے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اسلام کے زندہ کرنے کے لئے ہی مبعوث کیا ہے۔ اور اب آپ کی جماعت کے ذریعہ ہی تمام دنیا میں تبلیغ اسلام ہو رہی ہے۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو استخارہ کے ذریعہ معلوم کیا۔ آپ لوگ بھی استخارہ کریں اور بجھُلّی باطلیع ہو کر اللہ تعالےٰ سے دعا کریں تا کہ آپ پر حق کھُل جائے۔ اور آپ کو بھی مامورِ ربانی کی شناخت نصیب ہو اور خدمت اسلام کا موقعہ ملے

تبلیغ احمدیت کے مبارک نتائج

محترم جابی صاحب کی ولولہ انگیز تقریر کے بعد مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے انگریزی زبان میں مسٹر آرچرڈ کا تعارف حاضرین سے کروایا۔ اور بتایا کہ مسٹر آرچرڈ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے مبارک نتائج کی ایک مثال آپ کے سامنے ہے۔ اور اسی قسم کے اور کئی ہزار غیر مسلم احمدیہ جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اب وہ لوگ خود ہی غور کریں۔ جو ہم کو کافر کہتے ہیں۔ کہ ہم ایسے کافر ہیں جو غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرتے ہیں اور وہ ایسے مسلمان ہیں جو مسلمانوں کو ہی اسلام سے خارج کر رہے ہیں مسلمانوں کو ہی اسلام سے خارج قرار دینا کونسا کمال ہے۔ خوبی تو یہ ہے کہ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کیا جائے۔

انگریز مبلغ کی تبلیغ حق

مکرم نوجوان صاحب کے بعد محترم آرچرڈ صاحب نے انگریزی زبان میں تقریر فرمائی اور بتایا کہ وہ ۱۹۴۲ء میں جبکہ برما فرنٹ میں فوجی خدمات سرانجام دیتے تھے ایک احمدی کی تحریک پر قادیان گئے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ اور دیگر بزرگان سلسلہ سے ملے۔ اسلام کے بارہ میں ایک نیک اثر لے کر لوٹے۔ بعد میں اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ بالآخر مطمئن ہو کر اسلام کو نہ صرف قبول کر لیا بلکہ خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور اب تک آپ انگلستان، سکاٹ لینڈ اور ویسٹ انڈیز (جزائر غرب الہند) میں تبلیغ اسلام کا کام کرتے رہے ہیں۔

دوران تقریر میں آپ نے اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات کا موازنہ کر کے بتایا کہ اسلام کی تعلیم اکمل اور عالمگیر ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔

آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں وہ دلائل بھی بیان فرمائے جن کی وجہ سے آپ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس زمانہ کا مسیح اور مہدی مانا۔ دعوےٰ کرنے کے بعد باوجود مخالفت کے آپ کی کامیابی۔ آپ کی تبلیغ کا دنیا میں پھیل جانا۔ سورج اور چاند گرہن حسب پیشگوئی رمضان المبارک میں ظاہر ہونا۔ آپ کی عربی کتب کے مقابل پر باوجود چیلنج کے مخالفین کا عربی کتب تصنیف نہ کر سکنا ایسی باتیں تھیں، جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ واقعی حضرت مرزا صاحب اللہ تعالےٰ کے مامور و مرسل تھے۔ خدا تعالےٰ ہر میدان میں آپ کی تائید و نصرت فرماتا تھا۔

محترم جابی صاحب اور آرچرڈ صاحب کی تقاریر نے حاضرین پر نہایت ہی اچھا اثر پیدا کیا۔ اور وہ تقاریر احمدیت کے بارہ میں پیدا کردہ شکوک کے ازالہ کا باعث ہوئیں۔

بالآخر صاحب صدر مولوی پی عبداللہ صاحب فاضل نے تامل زبان میں حاضرین کے سامنے جماعت احمدیہ کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ اور جماعت کی تبلیغی خدمات کو پیش فرمایا۔

سوا آٹھ بجے شب جلسہ ختم ہوا۔ جلسہ کے ختم ہونے کے بعد محترم جابی صاحب نے خوش الحانی سے اذان دی۔ اور جلسہ گاہ میں ہی نماز مغرب و عشا جمع کر کے پڑھی گئی۔

تبادلہ خیالات نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد مختلف غیر احمدی دوست جن میں اکثر کالجوں کے طلباء تھے۔ مکرم آرچرڈ صاحب۔ جابی صاحب۔ نوجوان صاحب مولانا عبداللہ صاحب فاضل اور خاکسار سے احمدیت کے بارہ میں اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرتے رہے بڑا عجیب نظارہ تھا کہ تین چار جگہ مختلف گروپ بیٹھے ہوئے مذہبی مسائل پر محبت و امن کی فضا میں آزادانہ طور پر تبادلہ خیالات کر رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ½۱۱ بجے رات تک رہا۔

الوداع

پروگرام کے مطابق مکرم آرچرڈ صاحب و محترم الجابی صاحب ۱۰ مارچ کو بذریعہ گرانڈ ٹرنک ایکسپریس دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر احباب جماعت نے معزز مہمانوں کو الوداع کہا۔ روانگی سے قبل معزز مہمانوں نے سب سے معانقہ و مصافحہ کیا اور پھر اجتماعی دعا ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کا حامی و ناصر ہو۔ اور اُن کی تبلیغی مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود کی بلند شان
اور
منافقین کے لئے عبرت کا نشان

از مکرم راجہ غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ایرچ (کشمیر)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد دشمنوں کو کامل یقین تھا کہ بس اب احمدیت ختم ہے مگر دیکھنے والے موجود ہیں کہ سلسلہ عالیہ کی ترقی کا آغاز حضورؑ کے وصال کے بعد ہی شروع ہو گیا۔ جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر خلیفہ نے باوجود ضعیف العمری کے مسلمانوں کی جماعت کو اس طرح سنبھالا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیروگراموں پر جس مستعدی سے عمل کیا گویا خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی اس کام کو کر رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد صدیقِ اکبر ثانی حضرت مولانا مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول نے جماعت احمدیہ کی باگ ڈور سنبھالی۔ اور تا دم آخر جماعت کی امانت کو سنبھالے رکھا منافقین جو در پردہ حضور کے دشمن تھے جل گئے۔ ان کے دل و جگر کباب ہو گئے۔ طرح طرح کے الزامات لگانے شروع کئے۔ اور حضور کو خلافت سے معزول کرنے کے منصوبے شروع کر دیئے۔ تو حضرت خلیفہ اولؓ نے ان کو بہت کچھ سمجھایا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے کسی انسان کی طاقت نہیں کہ اُس کو معزول کرے۔ حضور کی طرف سے اُن کو فاسقین کا سارٹیفکیٹ ملا اور اُن کے اخراج کے لئے عید کا دن مقرر ہوا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہماری دال نہیں گلتی اور اخراج کے بعد جماعت میں ہماری کوئی عزت نہ رہے گی تو انہوں نے دکھاوے کی معافی مانگی۔ چونکہ ان کے دل سیاہ تھے۔ اس لئے ان کے دل میں کدورت موجود رہی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تقریروں میں خطبات میں فرماتے رہتے کہ پورے طور سے خلیفہ کی اطاعت کرو۔ ابلیس نہ بنو۔ میرے بعد جو خلیفہ آئے گا وہ تمہاری خبر لے گا۔ میرے پاس کئی خالد بن ولید موجود ہیں۔۔۔۔ جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔ (کاش حضور کی اس نصیحت پر ان کے ناخلف بیٹے سبق حاصل کرتے)

جماعت ابھی پورے طور پر سنبھلی نہ تھی دشمن یہ سمجھ رہا تھا کہ نور الدینؓ بوجہ اپنے علم اور بزرگی کے جماعت میں ایک خاص اثر رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ سلسلہ قائم ہے۔ ایسے وقت میں خدا تعالےٰ اپنی حکمت کے ماتحت حضرت مولانا نور الدین کو اپنی طرف بلا لیتا ہے۔ منافقین اپنے مکر و فریب کے جال بچھائے ہوئے تھے۔ اور خلافت کا سرے سے ہی انکار کر رہے تھے۔ سو ایسی نازک گھڑی میں خدا تعالےٰ نے اپنے دستِ قدرت کا خاص کرشمہ دکھایا اور ایک ایسے انسان کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور دی جو ان کی نگاہ میں ناتجربہ کار۔ کل کا بچہ تھا جس کو کھیل دینا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لیکن خدا نے تا درنے اتنی زبردست جماعت کی زمام ایک کمزور بچے کے سپرد کر کے اپنی زبردست طاقتوں کا ثبوت دینا تھا اور ثابت کرنا تھا کہ یہ سلسلہ خدائی ہے انسانی عقل اور طاقت کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت ثانیہ نے خلیفہ دوم فاروق ثانی کی شکل میں ظاہر ہونا تھا کہ سلسلہ کے وہ لوگ جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی طرف سے فاسقین کا سرٹیفکیٹ مل چکا تھا اس خوب رُو بیدانی سے منہ پھیر گئے اور ایسی شدید مخالفت کی کہ خدا کی پناہ اور خطرناک طور پر بے وفائی کا مظاہرہ کیا جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ وہ ایسے خائن اور نمک حرام ثابت ہوئے کہ دن دہاڑے صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ کو لوٹ لیا مگر ایسے وقت میں کوئی سلسلہ نہ صرف قائم رہے بلکہ روز بروز افزوں ترقی پذیر ہو تو یقیناً سمجھو کہ اس کے ساتھ ضرور خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت ہے۔ سو

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے کئی ایک الہامات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تائید میں موجود ہیں۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یتزوج و یولد لہ کی بشارت دے کر حضور کا مرتبہ ظاہر کیا ہے۔ ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے علیٰ سنت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بعد حضور کو ہی خلیفہ بنانے کا ارشاد فرمایا اور آپ ہمیشہ تا دم آخر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی عزت کرتے رہے اور کبھی بھی آپ نے وہ الفاظ استعمال نہیں کئے جو آجکل منکرین خلافت اور اہلِ پیغام استعمال کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا پورا ایمان تھا کہ پسرِ موعود حضرت میاں صاحب ہی ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت سید منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور اُن کا ادب کرتے ہیں ایک دفعہ آپ نے صاحبزادہ عبد الحی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عبد الحی تم مجھے بہت پیارے ہو لیکن بیٹا در کھو کہ تم سے مجھے میاں محمود بہت پیارا ہے۔

حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ حضور کی عزت بلا وجہ نہیں کرتے تھے بلکہ اس وجہ سے کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں جس موعود لڑکے کی بشارتیں دی گئی ہیں وہ آپ ہی ہیں۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ میرے بعد حضرت میاں صاحب ہی خلیفہ ہوں گے۔ اسی لئے وہ حضور کو اپنی جگہ درس کے لئے۔ خطبہ جمعہ کے لئے اور دیگر نمازوں کی امامت کے لئے مقرر فرماتے تھے تاکہ آپ کے طرز عمل سے خود ان کی اولاد اور دیگر لوگ سمجھ سکیں کہ میرے بعد منصب خلافت پر فائز ہونے کے قابل کون شخص ہے۔ آہ خدا یا تعصب کا ستیاناس کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی نالائق اولاد نے حضور کی مخالفت شروع کر دی۔ ان کی مخالفت سے کیا ہوگا۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ بلکہ انہوں نے اپنے ایمان کو ضائع کر دیا۔ قریباً ۴۴ سال خلافت کی بیعت میں رہ کر بعد از اں روگردان ہو گئے اسی طرح حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت میں رہ کر کچھ لوگ روگردان ہو گئے جو ساڑھے تیرہ سو سال سے خوارج کے نام سے مشہور رہیں اور قیامت تک اسی نام سے پکارے جائیں گے۔ یہی حال ان بدبختوں کا ہوگا۔ چنانچہ ان نئے خوارج کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت اطلاع بھی دیدی ہے (ملاحظہ ہو تذکرہ ایڈیشن اول صفحہ ۲۰۸، ۲۰۷)

اب ان کا یہ نام قیامت تک نہیں مٹے گا البتہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد کی جماعت سے علیحدگی اس لحاظ سے ضرور افسوسناک ہے کہ ۴۴ سال تک یہ جماعت میں شامل رہے۔ ان کی جدائی کا صدمہ ایک طبعی امر ہے۔ اگر انہوں نے الگ ہونا ہی تھا تو خاموشی سے الگ ہو جاتے اور جماعت میں فتنہ انگیزی بغاوت سے اجتناب کرتے۔ لیکن مجبور ہیں جب دل میں ایمان ہی نہ رہا اس لئے جو دل میں گند جمع ہوتا ہے کہہ دیتے ہیں۔ خلافت ثانیہ پر ۴۴ سال کا عرصہ ہو گیا ہے جو جو مشکلات کے طوفان جماعت پر اس عرصہ میں آئے پہلے کبھی نہیں آئے مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ سلسلہ ہر ایک فتنہ پر غالب آتا رہا۔ پیغامیوں کا فتنہ۔ مستریوں کا فتنہ اور احراریوں کا فتنہ۔ مصری وغیرہ کا فتنہ جنہوں نے ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگایا مگر انجام کیا ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو ذلیل و خوار کیا اور ایسے خاموش ہو کر بیٹھ گئے گویا ان کو سانپ سونگھ گیا۔

گزشتہ سالوں میں پاکستان میں سخت دشمنوں نے مل کر احمدیت کے خلاف ایک عظیم الشان فتنہ برپا کیا کہ تمام ملک میں ایک آگ لگا دی۔ یہ شیطان کا بڑا بھاری حملہ تھا۔ اس نے پوری کوشش کی تھی کہ جماعت احمدیہ کو مٹا یا جائے لیکن جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا کی نصرت تھی اللہ تعالےٰ نے انہی کو مٹا دیا اور بہت بُری طرح ان کو ناکام کیا۔

دشمن چونکہ ہمیشہ تاک میں رہتا ہے اب اُس نے یہ چال چلی کہ جماعت کے اندر فتنہ برپا کیا اور ایسے لوگوں کو جن کی فطرت گندی تھی۔ ان کو تنخواہ پر مقرر کر کے اپنا آلہ کار بنایا اللہ تعالےٰ ان کو بھی ذلیل و خوار کرے گا۔ جب ان منافقین کا تنور گرم ہو گیا وہ بڑے جوش سے اُٹھے اور کہنا شروع کر دیا۔ کہ موجودہ خلیفہ نااہل اور بڑھاپے در فاکش بدہن اس کو خلافت سے معزول کیا جائے لیکن کسی ایک نے ان کی بکواس نہ سُنی بلکہ بُری طرح سے دھتکار دیا۔ ان کے نکلنے کے بعد خدا تعالےٰ کی جماعت نے اس قدر ترقی کی دنیا حیران ہے۔ اس سال جلسہ سالانہ پر پچاس ہزار غلامان سیدنا محمود اپنے آقا کی قدم بوسی کیلئے حاضر تھے۔ کیا منافقین عبرت نہیں پکڑتے کہ کس قدر خدا تعالےٰ کی نصرت حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہے۔

اب میں تمام منکرین سے عموماً اور اولاد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے خصوصاً اپیل کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے محبوب جگر گوشہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب سے باز آؤ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا جو شیر کے منہ میں اپنی گردن دیگا ہلاک ہی ہوگا۔ اگر تم لوگ حضور المصلح الموعود کی تکذیب سے باز نہ آؤ گے تو کیا ہوگا۔ سنو اور غور سے سنو سہ

گرا دیگا سر کے بل خدا تم سب کو ذلت سے
خراماں ناز سے ہوتے ہیں جو اب شادماں ہو کر
جو اُم دیکھتے ہیں اُلٹے زمیں پر مارے جاتے ہیں
جہاں ہنستے ہیں رہتے ہیں ذلیل و پریشاں ہو کر
ہمیں امید ہے تم سب کے سب برباد ہو جاؤ گے
مٹینگے الحمد یہ سارے جتنے نام و نشاں ہو کر
عید الفطر بھی کا جن کے دل میں کچھ بھی خفیہ ہے
وہ لوٹ آئیں گے آخر کو پشیماں ناتواں ہو کر

اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں آخر خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اس وقت اس فریب دہی کا کیا جواب دو گے سوچو اور غور کر کے سوچو اور غور کر کے اصلاح کی کوشش کرو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے فضل و رحم سے سمجھ عطا فرمائے اور پھر خلافت سے وابستہ ہونے کی توفیق دے۔ مجھے بہت ہی دُکھ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی روح بہت ناراض ہے۔ اب ان کی روح کو خوش کرنے کے لئے پھر حضور امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی غلامی میں شامل ہو جائیں۔

نامِ نیکو رفتگاں ضائع مکن — تا بماند نامِ نیکت برقرار

حضرت والد صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر!

از جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز واقفِ زندگی ناظر بیت المال قادیان

والد محترم شیخ محمد حسین صاحب مرحوم پنشنر قانونگو عرصہ ۴ سال کی علالت اور مسلسل بیماری کے بعد مورخہ ۱۸ مارچ کو اس دار فانی سے رحلت فرما کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانثار صحابہ روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اور تقسیم ملک کے بعد غریب الدیاری کی حالت میں شمع مسیحی کے درجنوں پروانے ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو چکے ہیں۔ جو پختگی ایمان۔ فدائیت۔ اور بے لوث قربانی کا رنگ نور ہدایت سے براہِ راست اکتساب کرنے والے بزرگوں میں نظر آتا ہے۔ اس کی مثال سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کے کہیں اور نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے دور کو زیادہ سے زیادہ ممتد فرمائے۔ اور بعد میں آنے والوں کو بھی یہ توفیق بخشے کہ وہ اخلاص و عقیدت میں ترقی کر کے عملی طور پر ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں۔

محترم والد صاحب مرحوم کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں شامل ہونے کی سعادت حاصل تھی۔ اور اب جبکہ وہ ہم سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ہم یہ امر زیادہ شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ کہ ع

اک شمع جل رہی تھی سو وہ بھی خموش ہے

کا زخم کس قدر گہرا ہے۔ اور آپ کی وفات سے ہم کتنی قیمتی دعاؤں اور برکات سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور اب اس روحانی خلاء کو پورا کرنے کی ایک ہی صورت ممکن ہے کہ ہم اپنے اندر حرارت ایمان کی چنگاری کو زیادہ روشن کریں۔ اور اپنی روحانی صلاحیتوں کو اُجاگر کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

آج سے قریباً ۴ سال قبل مکرم والد صاحب نے اپنی زندگی کے کچھ حالات تحریر فرماتے ہوئے مجھے نصیحت فرمائی تھی۔ کہ میں ان کی وفات کے بعد ان کے لئے احباب جماعت میں دعا کی تحریک کروں۔ چنانچہ خط مورخہ ۶/۹/۵۴ کے شروع کے فقرات حسب ذیل ہیں:۔

"زندگی کا اعتبار نہیں۔ ضعیف العمری ہے۔ شکر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے کسی کا محتاج نہیں کیا۔ خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔ آپ میری وفات کے بعد دعا متواتر جیسے سے کرتے رہیں۔ اور کچھ اپنے حالات خدمتِ سلسلہ تحریر کرتا ہوں تاکہ اخبار میں آپ ذکر کر سکیں اور دعا کی تحریک کریں"۔

محترم والد صاحب کے اس خط سے میں نے پہلی مرتبہ بہ شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ ان کی کمزوریٔ صحت اور میری اُن سے ایک مدت نامعلوم کی دوری اس بات کی متقاضی ہے کہ ان کی زندگی کے ضروری کوائف کو محفوظ کیا جائے۔ چنانچہ اس نظریہ سے میں نے آپ کا خط دوبارہ سہ بارہ پڑھا۔ تو کئی ایک حالات کے متعلق عدم علم کی وجہ سے مجھے تفصیلات میں جو کمی معلوم ہوئی اس کی تصریح خاکسار نے دوبارہ محترم والد صاحب مرحوم سے کروائی۔ جن کی روشنی میں ذیل کے مختصر حالات پیش کر رہا ہوں۔

ابتدائی تعلیم اور قبول احمدیت

خاکسار کے دادا صاحب شیخ محمد حسین صاحب مرحوم ولد شیخ غلام حیدر صاحب ۱۸۸۲ء میں موضع دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں وہاں کے ایک مشہور خاندان سیٹھیان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مڈل ۱۸۹۶ء تک وہاں کے ایک مقامی سکول میں حاصل کی۔ اس کے بعد آپ اپنے ماموں شیخ نور احمد صاحب کے پاس ایبٹ آباد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے ۱۹۰۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ جس کے بعد آپ ۱۹۰۱ء میں وہیں بطور امیدوار گرداور قانونگو کا کام سیکھتے رہے۔

عرصہ تقریباً چھ سال آپ نے ضلع ہزارہ کے مختلف علاقوں میں بندوبست کے کام کی ٹریننگ حاصل کی۔ اور ۱۹۰۷ء میں ضلع گورداسپور میں بطور گرداور تبدیل ہو کر آ گئے۔ ۱۹۰۷ء سے قبل مکرم والد صاحب کے تین ماموں شیخ غلام احمد صاحب۔ شیخ نور احمد صاحب اور شیخ حسین بخش صاحب احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔ جن میں سے شیخ غلام احمد صاحب سب سے پہلے احمدی ہوئے تھے۔ اور باقی دو بھائی اُن کی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدی ہوئے۔ مکرم والد صاحب کو ان کے ضلع ہزارہ و ایبٹ آباد کے قیام کے دوران میں آپ کے ماموں شیخ نور احمد صاحب اور حکیم محمد یحییٰ صاحب احمدیت کی تبلیغ کرتے رہے تھے۔ مولوی محمد یحییٰ صاحب کے متعلق مکرم والد صاحب فرماتے تھے۔ کہ وہ پیر کوٹھا والہ علاقہ مردان کے مرید تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے پیشتر جب یہ پیر صاحب فوت ہونے لگے تو اپنے مریدوں کو وصیت کر گئے۔ کہ مہدی پیدا ہو گیا ہے مگر اس کا ظہور نہیں ہوا۔ جس وقت وہ دعوے کرے تو مان لینا۔ چنانچہ مولوی محمد یحییٰ صاحب کے والد صاحب نے اپنی وفات سے وقت اپنے پیر صاحب کی وصیت اپنے لڑکے مولوی محمد یحییٰ صاحب کو پہنچا دی۔ بعد میں مولوی محمد یحییٰ صاحب ایک روز تحصیل مانسہرہ میں تشریف لائے۔ وہاں پر کچھ عرائض نویس ایک اخبار پڑھ رہے تھے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کا بھی ذکر تھا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے قادیان کا ایڈریس لے کر حضرت مسیح موعودؑ کو خط تحریر کیا۔ جس پر حضرت اقدس نے انہیں کچھ رسالہ جات بھجواتے ہوئے دعا کرنے کے لئے تحریر فرمایا۔ مولوی صاحب نے استخارہ کیا تو ان کو کہا گیا۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ۔ اس پر مولوی صاحب بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ چنانچہ مکرم والد صاحب مولوی صاحب کے مندرجہ بالا حالات سے متاثر ہو کر ان کی اور اپنے ماموں شیخ نور احمد صاحب کی تبلیغ سے احمدیت میں شامل ہوئے۔

آپ نے جنوری ۱۹۰۷ء میں مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اس وقت تک آپ کے ننھیال کے جملہ رشتہ دار احمدیت میں شامل ہو چکے تھے۔ مگر آپ کے ددھیال میں سے آپ ہی اکیلے اور پہلے احمدی تھے۔ اُن دنوں آپ کے قادیان کے قیام کے عرصہ میں سعد اللہ لدھیانوی کی وفات کی تار قادیان آئی۔ تو آپ بتاتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے اس وقت فرمایا کہ ہم کو کسی کی موت کی خوشی نہیں ہوتی۔ البتہ خدا تعالیٰ کا نشان پورا ہونے کی خوشی ہوتی ہے۔

ضلع گورداسپور میں ملازمت

عرصہ ملازمت میں ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۸ء تک علی الترتیب ضلع گورداسپور، ہوشیارپور، سیالکوٹ، انبالہ اور ملتان میں کام کرنے کے بعد ۱۹۱۹ء میں آپ دوبارہ ضلع گورداسپور کی تحصیل شکرگڑھ میں بطور دفتر قانونگو متعین ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ مختلف اوقات میں قادیان تشریف لاتے رہے۔ مگر ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۶ء تک آپ باقاعدہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے علاوہ اکثر قادیان تشریف لایا کرتے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں آپ بٹالہ کی تحصیل میں تبدیل ہو کر آ گئے۔ جہاں آپ ۱۹۳۵ء تک کام کرتے رہے۔ یہاں پر مرکز سے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے آپ کو سلسلہ کے کاموں میں زیادہ دلچسپی لینے اور خدمت کے مواقع میسر آتے رہے۔ قادیان بھی چونکہ تحصیل بٹالہ میں شامل ہے اس لئے سلسلہ کے لئے حصول زمین کے ضمن میں ہر ممکن امداد بہم پہنچاتے رہے۔ اسی طرح احمدی احباب کی مقدمات کے سلسلہ میں بھی ہر جائز امداد کیا کرتے تھے۔

آپ صاف گو اور راستباز انسان تھے۔ اور احمدیت کے رشتہ اخوت کی وجہ سے اپنے جذبۂ ہمدردی کو بہت کم دبا سکتے تھے۔ جس کام کو کرنے کا عزم کرتے تھے اس کو ذمہ داری کے پورے احساس کے ساتھ سرانجام دیتے تھے۔ آپ کے تحصیل بٹالہ میں ملازمت کے عرصہ میں وہاں کے اخباریوں نے آپ کے خلاف اخبار زمیندار وغیرہ میں مضامین بھی شائع کروائے۔ کہ احمدی قانونگو تحصیل بٹالہ میں نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر چونکہ آپ کے خلاف محکمہ کو کبھی کوئی شکایت کا موقعہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لئے مخالفین اپنی اس شرارت میں ناکام رہے۔ عرصہ سات سال تحصیل بٹالہ میں گذارنے کے بعد ۱۹۳۳ء میں آپ گورداسپور میں متعین کئے گئے۔

یہاں پر بوجہ ضلع ہونے کے جماعتی کاموں اور احمدی احباب کی امداد کرنے کے لئے آپ کو بٹالہ سے بھی زیادہ مواقع میسر آتے رہے۔ مکرم والد صاحب اپنے بٹالہ اور گورداسپور کے عرصہ قیام میں مقامی جماعت کے کاموں میں بھی پوری دلچسپی اور سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔ فراہمی چندہ اور سلسلہ کے دیگر کاموں میں بعض گھروں پر جا کر انہیں سمجھاتے اور ان سے چندہ جات وصول کرتے۔ جب کبھی گھر میں بیٹھتے تو تمام گھر والوں کو اکٹھا کر کے اخبار الفضل میں سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یا کوئی اور مضمون سناتے۔ اگر کوئی غیر احمدی مہمان یا رشتہ دار گھر میں آتا تو اُسے بھی تبلیغ کرتے۔

قادیان میں مستقل رہائش اور خدمت سلسلہ کے کام

احمدیت اور مرکز احمدیت قادیان کیساتھ محبت کی وجہ سے آپ اپنے آبائی گاؤں

دھرم کوٹ رندھاوا میں رہائش رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ وہاں پر سوائے دنیاداری کی باتوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہاں پر آپ کی جدی زمین اور مکانات کے علاوہ اپنا تیار کردہ دو منزلہ پختہ مکان بھی تھا اور وہاں رہنے سے بہت سی دنیوی سہولتیں بھی میسر آسکتی تھیں۔ مگر چونکہ قادیان کی رہائش آپ کے نزدیک دنیاوی آلائشوں سے پاک اور روحانی ترقی کے لئے ضروری تھی۔ اس لئے آپ کی خواہش تھی۔ کہ پنشن لینے کے بعد آپ اپنی مستقل رہائش قادیان میں اختیار کریں۔

۱۹۳۳ء میں جب ہماری بڑی ہمشیرہ اقبال بیگم صاحبہ جوانی کی عمر میں اپنے پیچھے ایک بچی بعمر ۱½ سال چھوڑ کر بٹالہ میں فوت ہو گئیں تو باوجود اس بات کے کہ مرحومہ موصیہ نہ تھیں مگر والد صاحب نے اُن کی لاش بٹالہ میں دفنانے یا دھرم کوٹ رندھاوا لے جانے کی بجائے قادیان لا کر اس خیال سے دفن کی کہ چونکہ ہم نے مستقل طور پر قادیان میں رہائش رکھنی ہے۔ اور یہاں پر اُن کے لئے دعا کرنے کا موقعہ ملتا رہے گا۔ مکرمہ ہمشیرہ صاحبہ کی وفات کے صدمہ کے بعد مکرم والد صاحب کے قادیان میں مکان بنانے کی دیرینہ خواہش بہت شدت پکڑ گئی۔ اور انہوں نے جلدی ہی یعنی ۱۹۳۴ء میں محلہ دارالفضل قادیان میں مکان تیار کروالیا۔

جولائی ۱۹۳۵ء میں مکرم والد صاحب ملازمت سے ریٹائر ہو گئے۔ اس وقت آپ کی صحت اچھی تھی۔ اگر آپ چاہتے تو آپ کی ملازمت میں مزید دو تین سال کی توسیع ہو سکتی تھی۔ مگر آپ نے اس کے لئے کوشش نہیں کی۔ اور قادیان میں مستقل رہائش کے لئے ہجرت کر کے تشریف لے آئے۔ یہاں پر آپ نے اپنی بقیہ زندگی کے ایام خدمت سلسلہ کے لئے وقف کر دیئے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ سرکار انگریزی کی نوکری کافی کر لی ہے۔ اور بقیہ حصہ عمر خدا اور اس کے دین کی خدمت میں صرف کرنے کا قادیان میں بہترین موقعہ ہے۔ یہاں پر رہائش کے دوران میں بھی ایک دو موقعے ایسے آئے۔ جبکہ سلسلہ کی طرف سے آپ کو الاؤنس پر کام کرنے کے لئے کہا گیا۔ مگر آپ نے بلامعاوضہ خدمات سرانجام دینے کو ترجیح دی۔

قادیان میں آکر پہلے آپ بطور آنریری انسپکٹر بیت المال جملہ محلہ جات قادیان میں معائنہ حسابات اور وصولی چندہ جات کا کام کرتے رہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ بعض اوقات صبح کا ناشتہ کر کے گھر سے روانہ ہوتے اور ظہر کی نماز کے وقت کھانا کھانے کے لئے تشریف لاتے اور کھانا و نماز سے فارغ ہو کر پھر سلسلہ کے کاموں کے لئے گھر سے باہر تشریف لے جاتے۔ اگر کبھی گھر سے کھانے کے لئے دیر سے آنے کی شکایت کی جاتی تو فرماتے کہ سلسلہ کا کام دیگر تمام باتوں سے مقدم اور ضروری ہے۔ بعض اوقات آپ کھانے کی بھی پرواہ نہ کرتے اور ناشتہ کے وقت ہی ایک آدھ روٹی زائد کھا کر چلے جاتے۔ اور شام تک محلہ جات میں وصولی چندہ کا کام کرتے رہتے

۱۹۳۸-۳۹ء میں آپ محلہ دارالفضل میں بطور سیکرٹری مال کام کرتے رہے اور آپ کے وصولی چندہ جات کے کام پر نظارت بیت المال کی طرف سے بھی مختلف مواقع پر اظہار خوشنودی کیا جاتا رہا۔ آپ کو ۱۹۳۹ء میں جوبلی فنڈ کا چندہ وصول کرنے کے لئے انبالہ اور امرتسر بھجوایا گیا۔ جہاں پر آپ نے پوری کوشش اور محنت سے سالہا اس کام کو سرانجام دیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۲ء میں آپ کو نظارت بیت المال کی طرف سے علاقہ کشمیر میں تیاری بجٹ معائنہ حسابات اور وصولی چندہ جات کے لئے بھجوایا گیا۔ جہاں آپ نے قریباً ڈیڑھ ماہ نہایت خوش اسلوبی سے کام کیا۔ ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۶ء آپ کو متواتر چھ سال صدر محلہ دارالفضل کے فرائض سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔ اس عرصہ میں آپ اپنے محلہ کے ہر قسم کے مقدمات و تنازعات کو نپٹاتے رہے۔ اور علاوہ اپنے محلہ کے فرائض سرانجام دینے کے مکرم والد صاحب کو دیگر متفرق جماعتی کاموں میں بھی خدمت سلسلہ کے مواقع میسر آئے۔ جن کو آپ نے پوری محنت۔ کوشش اور ذمہ داری کے احساس کے ساتھ سرانجام دیا۔

۱۹۳۷ء اور ۱۹۴۶ء میں دو دفعہ الیکشن اسمبلی کے موقعہ پر ووٹروں کی فہرستیں تیار کرنے کا کام آپ کے سپرد کیا گیا جس کو آپ نے دن رات ایک کر کے پوری جانفشانی سے کیا۔ بٹالہ اور گورداسپور میں عذرداری کی درخواستوں کا کام کیا اور احمدی ووٹروں پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور مخالف پارٹی کی غلط تیار کردہ فہرست ووٹرز پر اعتراض کر کے انہیں نامنظور کرالیا۔

اسی طرح ۱۹۴۱ء میں مردم شماری کے کام میں آپ نے نمایاں خدمات سلسلہ سرانجام دیں۔ نیز سال ٹاؤن کمیٹی قادیان کے ووٹروں کی فہرستیں تیار کروانے میں بھی کافی مدد دی۔

۱۹۴۱ء میں جب آپ محلہ دارالفضل کے صدر منتخب ہوئے تو آپ نے علاوہ تربیتی تنظیمی اور اصلاحی کاموں کے ایک نمایاں کام یہ بھی سرانجام دیا کہ محلہ والوں سے اپنے طور پر قریباً آٹھ سو روپیہ فراہم کر کے محلہ کی مسجد (جو اس وقت تک ایک کمرہ کی صورت میں تھی) بُرجیاں مینار اور پکی سفیدی کروائی۔ اسی طرح مسجد کو وسعت دینے کے لئے ایک دوست کو تحریک کر کے مسجد سے ملحقہ دس مرلہ زمین مفت حاصل کی۔

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے ارشاد پر اپنے محلہ کے غیر موصیوں کے لئے ۱۹۴۳ء میں اہل محلہ سے چندہ اکٹھا کر کے بارہ کنال زمین موضع کھارا میں خرید کی۔ نیز آپ نے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالے کی منظوری سے محلہ دارالفضل کے لئے براستے لنگر خانہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے دو کنال زمین خرید کی۔

محترم والد صاحب کی عادت تھی، کہ اگر کبھی کوئی بات جماعتی مفاد کے خلاف دیکھتے تو اس کی فوری اصلاح کی کوشش فرماتے۔ اور متعلقہ ذمہ دار افسر کو توجہ دلاتے۔ اگر کسی اہم امر کے متعلق فوری کارروائی کے لئے معاملہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالے کی خدمت میں پیش کیا جانا ضروری خیال کرتے تو مفاد سلسلہ کے مدنظر بلا توقف حضرت اقدس امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر فرماتے۔ آپ کسی سے ذاتی رنجش دل میں نہ رکھتے تھے۔ اگر کسی وقت ناراض بھی ہوتے تو آپ کی ناراضگی بالکل وقتی ہوتی۔ اور جب کچھ وقفہ کے بعد ملتے تو ملنے والا یوں محسوس کرتا۔ کہ آپ اس سے کبھی ناراض نہیں ہوئے تھے۔ آپ جملہ امور میں سادگی مدنظر رکھتے اور اپنے ہر قسم کے ذاتی اور خاندانی معاملات میں صاف گوئی کو مدنظر رکھتے۔ حق بات کو بلاخوف و خطر کہنے میں کبھی نہ ہچکچاتے۔ اور کسی بات کو پیچ دار طریق سے بیان کرنا آپ سخت ناپسند فرماتے۔ اور اولاد کو بھی ہمیشہ قولوا قولاً سدیدا کی نصیحت فرماتے۔ (باقی آئندہ)

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا خدا تعالے کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور ادا نہ کرنا خدا تعالے کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو تمام مسلمانوں مردوں، عورتوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے بلکہ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہیں کر سکتا ہو۔ تو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع غلہ۔ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اس کے لئے نصف صاع غلہ مقرر کی ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے۔ جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔

چونکہ آج کل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں عام طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید سے کم از کم تین چار روز پہلے ہو جانی چاہیئے۔ تا مستحق اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے امداد کی جا سکے۔ تا ان لوگوں کی دعائیں آپ لوگوں کی بخشش کا موجب ہوں یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں۔ یا مقامی احباب میں تقسیم کرنے کے بعد کچھ رقم بچ رہے۔ تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں اس رقم کی دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ قادیان کے اردگرد غلہ کی اوسط قیمت -/۱۵ روپے فی من ہے۔ اس کے مطابق ایک صاع کی قیمت ایک روپیہ بنتی ہے۔ پس فطرانہ کی پوری شرح ایک روپیہ فی کس مقرر کی جاتی ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

رمضان کا آخری عشرہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

۔۔۔ اللہ تعالے ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ ان کی مساعی میں برکت ڈالے ان کی جملہ مشکلات کو دور کرے اُن کو اپنی رضاء کے مطابق کام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

پھر سب سے بڑھ کر ہماری دعاؤں کے حقدار ہمارے محسن سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز ہیں حضور کی صحت ایک عرصہ سے خراب ہے۔ آپکے احسانات جماعت پر اس قدر زیادہ ہیں کہ احباب جماعت ان کی شکر گذاری کے طور پر خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں۔ کس قدر دردناک ہیں۔ وہ الفاظ جن کے ساتھ حضور نے اپنے تازہ خطبہ میں احباب جماعت کو اپنی صحت کے لئے دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

الغرض ان مبارک ایام کو اس قسم کی خاص دعاؤں میں گذاریں اور خدا تعالیٰ سے اپنے لئے جماعت کے لئے پوری توجہ اور حضور قلب سے خیر و برکت طلب کریں۔

وفاتِ مسیح کی نسبت مدیر "دلچسپ" مدراس کا واضح اقرار

اور

نزولِ مسیح کی جملہ احادیث سے افسوسناک انکار

مدراس سے شائع ہونے والا ہفتہ وار اخبار "دلچسپ" ان دنوں احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اس کی ایک حالیہ اشاعت میں اپنے پیشرو جملہ مخالفِ احمدیت علماء کے خیالات کے برخلاف اس نے وفاتِ مسیح کا صاف اقرار کیا ہے۔ اور حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو خلافِ قرآن قرار دیتے ہوئے عملاً احمدیت کی صداقت کا واضح اقرار کیا ہے۔ بھی افسوس ہے کہ نزولِ مسیح کی نسبت احادیث رسول اللہ جانچنے میں اس نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اور احادیث کے قیمتی ذخیرہ کو محض اپنی کوتاہ اندیشی سے جھوٹی اور مصنوعی قرار دیا ہے۔ ذیل میں اخبار دلچسپ مجریہ ۳ مارچ ۱۹۵۸ء کا نوٹ بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے یہ نوٹ احباب کی خاص دلچسپی کا موجب ہوگا:۔

"مسلمانوں کا یہ عقیدہ قطعی غلط ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات چہارم آسمان پر موجود ہیں۔ وہ زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ قرآن میں ایک جگہ کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے رسول تھے اور ان سے آگے بہت سے گذر چکے (یعنے آئے بھی اور وفات بھی پا گئے)۔ دوسری جگہ اسی کلام الٰہی میں ہے کہ

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

یعنے محمدؐ بجز این نیست کہ اللہ کا رسول ہے اس سے پہلے بہت سے رسول (اپنا فریضۂ پیغام رسانی ادا کرنے کے بعد) دنیا سے چلے گئے۔ ان آیات کو اچھی ذہن نشین کر لیجئے اور پھر اس واقعہ پر غور کیجئے۔ مشہور واقعہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کی خبر سن کر حضرت عمرؓ برافروختہ ہو گئے اور مسجد نبویؐ میں برہنہ شمشیر ہاتھ میں لے کر فرمانے لگے کہ حضور کی رحلت نہیں ہوئی ہے اور اگر کوئی ایسا کہے گا تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ جب حضرت ابو بکرؓ کو یہ خبر پہنچی تو وہ آئے اور مجمع کے روبرو یہی آیت پڑھی:۔

وما محمد الا رسول ...... الخ اس کو سنتے ہی حضرت عمرؓ نے محسوس فرمالیا کہ واقعی حضرت کا وصال ہو گیا اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اگر اس وقت مسلمانوں میں یہ عقیدہ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور چہارم آسمان پر موجود ہیں تو خدا کا بندہ حضرت ابو بکرؓ کو یہ جواب ضرور دیتا کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ ایک پیغمبر زندہ بغیر وفات پائے عرصۂ دراز سے آسمان پر بیٹھا جان ہیں۔ اسی طرح یہ دوسرے پیغمبر حضرت سرکار دو عالم بھی زندہ اور پائندہ ہیں۔ لیکن یہ بات نہیں کہی سب قائل ہو گئے کہ مثل سابق انبیاء کے حضرت فخر موجودات بھی انتقال فرما گئے۔ مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہے کہ حضرت محمد صلعم کے آگے سب پیغمبر وفات پا گئے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی رحلت پا گئے۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اسلام کی تعلیم میں کوئی غیر فطری چیز موجود نہیں ہے۔ جو پیدا ہوا اس کا مرنا لازمی اور فطری امر ہے۔ عیسیٰ بھی انسان تھے وہ پیدا بھی ہوئے اور دوسرے انسان کی طرح مر بھی گئے۔ یہ کتنا غلط ہے کہ عقیدۂ حیاتِ مسیح یا نزولِ مسیح ایمانیات میں داخل نہیں ہے۔ قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔ جب قرآن وفاتِ مسیح تسلیم کر رہا ہے تو لفظ "متوفیک" کی صحیح تاویلات کرنا یا اس عقیدہ کو ایمانیات سے باہر بتانا مضحکہ خیز بات ہے۔

اس پہلے عقیدہ سے متعلق دوسرا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ وہ رسول اکرم کے امتی ہوں گے خدا کے دشمنوں کو سرنگوں کریں گے۔ شادی کریں گے وغیرہ واضح طور پر لغو ہے۔ جب وہ مر گئے تو پھر دوبارہ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تمام قصے کہانیاں نو مسلم عیسائی منافقوں نے گھڑی ہیں۔ اسی طرح دجال کی تمام روایات موضوع ہیں۔ آمد مہدی اور امام مہدی کی تمام حدیثیں بھی جھوٹی اور مصنوعی ہیں۔ ان کے موجد زیادہ تر شیعہ حضرات ہیں۔ مجدد کی روایات* وضاع قیادت کے شوقین حضرات ہیں۔ مختلف لوگوں نے مختلف اغراض کے تحت ان جھوٹے عقیدوں کی بنیاد ڈالی۔ مسلمانوں نے ان کو اس وجہ سے قبول کر لیا کہ وہ اپنی شان اور آن بان کھو چکے تھے۔ پست ہمت ہو چکے تھے۔ کسی کا آنا اور ان کی شان و شوکت کو واپس لانا بہت خوشگوار ثابت ہوا۔ لہٰذا آج تک کوئی عیسیٰ کے انتظار میں آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے اور کوئی مہدی و امام کی تلاش میں پہاڑوں اور غاروں میں کر رہا ہے۔ اب تک کوئی نہیں آیا اور نہ آئندہ کوئی آئے گا۔ ان عقیدوں سے جو عظیم نقصان ہوا وہ یہ کہ کئی موقعہ کی تلاش و ذات شریفوں نے نبوت و مسیحیت و مہدویت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو لوٹنے کی کوشش کی۔ مذکورہ بالا عقائد کے غلط ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآن ان کی تائید نہیں کرتا۔ وہ کسی آئندہ آنے والے کا خفیف اشارہ بھی نہیں دیتا۔"

بمبئی میں ایک اور انگریز احمدی کی آمد!

(بقیہ صفحہ ۱۲)

میں مسلمان لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں میں نے ان سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے ہم وطن بشیر آرچرڈ نے ربوہ میں شادی کی ہے۔ اس پر انہوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ یقیناً یہ دونوں کی بڑی قربانی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں اب جماعت احمدیہ کی مزید ایسی کتب کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے میرا ایمان قوی ہو۔ اور میرا تعلق احمدیت سے زیادہ گہرا ہو۔ میں نے اسی وقت اُن کی خدمت میں بطور تحفہ مندرجہ ذیل کتب پیش کیں۔ "پیغمبر اسلام"۔ "سیرت و تعلیمات حضرت مسیح موعود علیہ السلام"۔ "آخری پیغام"۔ "مسلم پریئر" وغیرہ۔ وہ یہ کتابیں دیکھ کے بہت خوش ہوئے۔

اتنی گفتگو ہوئی تھی کہ عصر کی اذان ہوئی۔ ہمارے اس یورپین دوست نے وضو کیا۔ اور جیب سے ایک ٹوپی نکالی۔ وہی ٹوپی جو لکھنؤ کے علاقہ میں پہنی جاتی ہے یعنی "دوپلیا" وہ ٹوپی انہیں بہت ہی زیب دے رہی تھی۔ سفید ٹوپی اور گورا چہرہ نورٌ علیٰ نور۔ پھر ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ بعد نماز جہاز کی روانگی کا صحیح وقت معلوم کرنے کے لئے اپنے آفس گئے۔ اور رات کے ۸ بجے لوٹے۔ اسوقت تک اور بہت سے احباب جماعت آ گئے تھے۔ سبھوں سے ملاقات ہوئی۔ پہلے میں نے اپنے اس یورپین بھائی کے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر نماز تراویح کی تیاری شروع کی۔ اس وقت مجھے ایک قصہ یاد آ گیا۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک انگریز مسلمان ہوا۔ گرمی کا موسم تھا اور رمضان شریف کا مہینہ۔ علماء نے فوراً اس بیچارے پر روزہ رکھنے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ انہوں نے روزہ رکھا۔ افطار کے وقت انہیں مسجد لایا گیا۔ فرش پر بٹھایا گیا۔ اور ان کے سامنے گھونگنی پیش کی گئی۔ انہوں نے کہا یہ تو میرے گھوڑے کی خوراک ہے۔ مگر روزہ دار مسلمانوں نے چنے کی کچھ اس انداز میں فضیلت خوانی شروع کی کہ گویا یہ بھی افطار کا کوئی جزو لازم ہے۔ اس انگریز بیچارے نے زبردستی کے چنے چبائے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی۔ اور ابھی کھانا کھا کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ نماز عشاء و تراویح کا بلاوا آ گیا۔ اور اس سے فارغ ہو کے سوئے ہی تھے کہ سحری والوں نے آ کے جگا دیا۔

دوسرے دن اس انگریز نے گذشتہ سرگذشت پر غور کیا۔ اور آخر اسلام سے استغفار پیش کر دیا۔

میں یہ قصہ یاد کر کے کچھ خوف زدہ ہوا اور خیال کیا کہ ان کو نماز تراویح میں شریک کرنا مناسب نہیں۔ مگر جب میں نے انہیں یہ مشورہ دیا تو بڑی خندہ پیشانی سے کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے نماز تراویح بھی پڑھی اور سبھوں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر پہلے سے زیادہ بشاشت تھی۔ اس وقت مجھے ظاہر پرست علماء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت روحانیہ کا فرق معلوم ہوا۔ یہ میں علماء جن کا آخری مبداء فیض حضرت عیسیٰؑ کا نزول جسدی ہے۔ اگر ان کا مرغ ایک لمحہ پرواز کر کے گر گیا تو تعجب کیا۔ مگر ہمارے دوست میں تو مسیح محمدی نے قوت پرواز پیدا کی ہے اس کی بلند پروازی کا کیا کہنا۔

بہر حال نماز تراویح کے بعد پھر ہم لوگ بیٹھے اور رات کے ۱۲ بجے تک ملکی سیاسی و معاشرتی مسائل پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ بستر پر جانے سے پہلے اس دوست نے عہد لیا کہ نماز صبح کے لئے جگا دیا جائے۔ انہوں نے نماز صبح پڑھی اور پھر نماز جمعہ۔ اس کے بعد بعض معزز غیر احمدیوں یعنی ڈاکٹر محمد فاروق صاحب فدائی۔ حکیم سید جاوید کمال صاحب حیدر آبادی اور فضل الحق صاحب میرٹھی سے ملاقات ہوئی۔

دن کے ساڑھے تین بجے ہمارے یہ روحانی بھائی ہم سے جُدا ہوئے۔ دعا کی درخواست کی۔ اور میری درخواست پر وعدہ کیا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ اپنے حالات اور روحانیہ خطوط لکھتے رہیں گے۔

مدراس کے جن ناشکر گذار صحافیوں نے داعی اسلام مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی آمد پر اپنی بدگمانی اور اخلاقی دیوالیہ پن کا مظاہرہ کیا تھا۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ ان کے زعم میں بشیر احمد صاحب آرچرڈ تو نادار تھے۔ مگر اس دوست کو کون سی طاقت مسجد اور نماز کی طرف کھینچ لائی۔ یہ تو ۸۰۰ سو روپے ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے غور کریں تو ان ناشکر گذار صحافیوں کو بھی یہ حقیقت نظر آئے کہ نفسی محمدی کی برکت سے جو آفتاب اسلام مغرب سے طلوع ہونے والا ہے۔ اس وقت اس کی کرنیں ان صورتوں میں جلوہ گر ہو رہی ہیں۔

درخواست دعا

احباب جماعت اور حضرت درویشان قادیان سے التماس ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ابتلاؤں سے بچائے اور پریشانیاں دور کرے جو مجھے لاحق ہیں۔ اور دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ فقط

سید محمود علی سیکرٹری جماعت ترنول

خبریں

واشنگٹن ۷ اپریل۔ مسٹر خروشچیف وزیر اعظم روس نے ایٹمی اسلحہ پر پابندی کے سلسلہ میں صدر آئزن ہاور کو ایک خط روانہ کیا ہے جو روسی سفیر نے واشنگٹن سے آج مسٹر ڈلس کے حوالہ کر دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ایسے ہی خطوط مغربی جرمنی اٹلی برطانیہ اور بعض دوسرے ممالک کے لیڈروں کو بھیجے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ روس نے ان خطوط میں واضح کیا۔ یہ ممالک بھی روس کی طرح ہیڈ کلیر دھماکوں پر پابندی لگا دیں۔ اور اس بارے میں روس کی تقلید کریں۔

نئی دہلی ۶ اپریل۔ مسٹر جواہر لال نہرو سے ہام کا دباؤ کو دور کرنے کے لئے جو مختلف تجاویز زیر غور ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ایک شخص کو نائب وزیر اعظم مقرر کیا جائے سردار پٹیل کے بعد سے کسی شخص کو نائب وزیر اعظم مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ خیال ہے کہ اگر نائب وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ تو وہ روزانہ کے وزارتی دفتری کاموں کے لئے ذمہ دار ہوگا اور مسٹر نہرو پالیسی کے معاملات اور مختلف وزارتوں کے درمیان رابطہ قائم کرنے کا فرض انجام دیا کریں گے۔

ایک افواہ یہ بھی ہے کہ مسٹر نہرو کسی دوسرے شخص کو وزیر خارجہ مقرر کریں گے۔

کولمبو ۷ اپریل۔ یہاں سنہالی باشندوں نے ایک نئی پارٹی عوامی سوشلسٹ محاذ کی تشکیل کی ہے۔ اس پارٹی نے جو مینی فسٹو شائع کیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ لنکا میں رہنے والے ہندوستانیوں کو ہندوستان واپس بھیجا جائے۔ اگر ان کو نیشنل پراویڈنٹ فنڈ اسکیم کے تحت مراعات اور لنکا کی شہریت کے حقوق دیئے گئے تو سنہالیوں کا نام مٹ جائے گا۔

تامل زبان کی بھی مخالفت کی گئی ہے۔ اور کہا گیا کہ اگر تامل کو سرکاری زبان بنایا گیا تو جنوبی سمت سے زیادہ بڑی تعداد میں لوگ لنکا آنا شروع کر دیں گے۔

کیپ کناورل ۷ اپریل۔ امریکی فضائیہ نے کل بین البری بالسٹک میزائل کا تجربہ کیا۔ جو کامیاب رہا۔ اس میزائل نے پانچ ہزار میل تک اڑان کی۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ میزائل کہاں جا کر گرا۔

لاس انجلز ۷ اپریل۔ وائس ایڈمرل پارس میمن نے آج یہاں پر کہا کہ آئندہ دس بیس سال میں اٹلانٹک میں آبدوز جہاز چلنے شروع ہو جائیں گے جن میں دس دس ہزار مسافر بیٹھ سکیں گے۔ سمندر کے اندر جہاز زیادہ تیز رفتار سے چلیں گے اور زیادہ محفوظ ہوں گے۔

آئندہ امتحان (۲۵ مئی ۵۹ء بروز اتوار) کی امتحانی کتب

خلافت حقہ اسلامیہ

اور

نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر

نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق ہر قسم کی کتب خریدتے وقت پہلے آپ اپنے قومی کتب خانہ بک ڈپو کی طرف رجوع کریں۔ بلکہ اسے ترجیح دیتے ہوئے نہ صرف خود ہی حیرت انگیز طور پر ارزاں کتب حاصل کریں۔ بلکہ صدر انجمن احمدیہ کی آمد بڑھا کر ثواب حاصل کرنے والے بنیں مکمل زیر طبع فہرست کتب عنقریب آپ کی خدمت میں پہنچ رہی ہے۔

المعلن:۔ مینیجر بک ڈپو (صدر انجمن احمدیہ) قادیان دارالامان

مبلغین کرام مطلع رہیں کہ

۱۔ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال اپریل ختم ہوتا ہے حسب سابق اپنے سائر بل ۲۰ اپریل تک دفتر میں بھجوا دیں اگر کوئی بل سابقہ قابل وصول ہو تو اس کی دو کاپیاں جلد از جلد بھجوا دیں۔

۲۔ اپنا فطرانہ مقامی جماعت میں ہی ادا کریں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

درخواست دعا

میرا چھوٹا لڑکا سخت بیمار ہے۔ احباب جماعت سے عزیز کی کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے

خاکسار محمد عبداللہ

انچارج دفتر تحریک جدید قادیان

لازمی چندہ جات

موجودہ مالی سال کے ختم ہونے میں صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے بجٹ کے مطابق چندہ جات کی رقوم وصول ہو کر مرکز میں نہیں پہنچ رہیں اس لئے تمام عہدے داران سے درخواست ہے کہ وہ بقایا کی وصولی کی طرف توجہ دے کر بجٹ کی کمی کو جلد پورا کرنے کی کوشش کریں۔ تا آخر سال تک ان کی جماعت سو فیصدی ادائیگی کرنے والی فہرست میں شامل ہو سکے۔

ناظر بیت المال قادیان